ہوشیار! مصنف قادیانی ہے

برکاتِ درود وسلام

اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام

المرتب والناشر

مولانا عبد المنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ

مصطفےٰ آپ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدا ہم نے

برکاتِ درود و سلام

اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام

مرتبہ:

جناب مولانا عبد المنان صاحب شاہد (مولوی فاضل)
مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال محلہ رنگپورہ گجرات

انتساب

اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ کے فضل و کرم سے خاکسار یہ رسالہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیّد ولدِ آدم حضرت **محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء** صلے اللہ علیہ وسلم کے نامِ گرامی اور آپ کے عاشقِ صادق سیّدنا حضرت **میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود** علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر آپ کے تمام عشاق کی طرف منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عاجزانہ دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کی اشاعت کا کل ثواب اپنے پیارے حبیب اور ہمارے پیارے آقا و سردار خاتم النبیین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو پہنچائے اور ہمیں اپنی کامل رضا کی جنت سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین!

طالبِ دعا

خاکسار عبد المنّان شاہد مربی سلسلہ احمدیہ

جماعت احمدیہ کو ضروری ہدایت

از:

سیدنا امیر المومنین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جماعت کو چاہیئے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے ......
انسان اس وقت بڑے نازک دور سے گزر رہا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپکی رحمتوں اور برکتوں کو
کھینچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجنا لازمی ہے۔ یاد رکھیں کہ جس وقت ہم نے دنیا کی فضاؤں کو خدا کے
ذکر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پُر کر دیا اس وقت
شیطانی آواز خود بخود ان فضاؤں میں دب جائے گی اور اسلام غالب
آ جائے گا۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں ...... ساری جماعت
پر میں فرض قرار دیتا ہوں کہ اس طریق پر کہ بڑے کم از کم دو سو بار۔
جوان سو بار بچے تینتیس (۳۳) بار اور جو بہت چھوٹے بچے ہیں وہ
تین (۳) دفعہ دن میں تحمید[1] اور درود پڑھیں۔ اس طرح کہ دونوں صورتی

---

[1] سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ ص ۳۱)

لہریں خدا تعالیٰ کی حمد اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے نتیجہ میں گردش کھانے لگ جائیں گی۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگنی چاہیئے کہ اے خدا! تو ہمیں توفیق عطا کر کہ ہماری زبان سے تیری حمد اس کثرت سے نکلے اور تیرے محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہماری زبان سے درود اس کثرت سے نکلے کہ شیطان کی ہر آواز ان لہروں کے نیچے دب جائے اور تیرا ہی نام دنیا میں بلند ہو اور ساری دنیا تجھے پہچاننے لگے۔"

(الفضل ربوہ۔ ۲۲ مارچ ۱۹۶۸ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار نے رسالہ ہذا اپنے پیارے امام امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جماعت احمدیہ کو مندرجہ بالا ہدایت کے پیش نظر مرتب کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حضور قبول فرمائے اور اسے نافع للناس بنائے اور ہمیں اپنی کامل رضا اور برکات سے نوازے۔ اللّٰھم آمین!

خاکسار
عبد المنان شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ضلع گجرات شہر

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

هُوَ النَّاصِرُ

اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی درود پڑھنے کا حکم

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق وصفا دیکھئے! آپ نے ہر ایک قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق وصفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (احزاب - ع)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالح کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی رُوح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا۔ کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔"

(اخبار "الحکم" قادیان صفحہ ۲ جلد ۵ عـــ۲۵ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۱ء)

کونسا درود شریف پڑھا جاتے؟

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔

"درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جو الفاظ ایک پرہیز گار کے منہ سے نکلتے ہیں ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیئے کہ جو پرہیز گاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں۔ وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درودؔ شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے یہی اس عاجز کا ورد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہیئے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثیر کی پیدا نہ ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صـ۱۸)

حدیث میں آتا ہے :۔

"عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ

ؔ احادیث میں مختلف قسم کے درود بیان ہوئے ہیں ان میں سے یہی درود جامع ہے۔ علاوہ ازیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مندرجہ ذیل ایک چھوٹے اور مختصر درود شریف کی روایت بھی آتی ہے کہ :۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ (ملفوظات احمدیہ صـ۸۳)

اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قولوا اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید۔" (بخاری شریف کتاب تفسیر القرآن جلد ۲ و مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ - و مسلم شریف جلد ۲)

یعنی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ میری حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اس وقت انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ (تحفہ) نہ دوں۔ جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ تو میں نے جواب میں کہا کہ کیوں نہیں! وہ تحفہ ضرور مجھے عنایت فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم (صحابہؓ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم حضور پر اور اہل بیت پر کن الفاظ میں درود بھیجیں یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو سکھا دیا ہے کہ کس طرح آپؐ پر درود و سلام بھیجیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی ہمیں وہی درود سکھایا جو ہم نماز میں پڑھا کرتے ہیں) اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم و علیٰ اٰل ابراہیم انک حمید مجید۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

"حَمَامَتُنَا تَطِيرُ بِرِيشِ شَوْقٍ ۔۔۔ وَفِي مِنْقَارِهَا تُحَفُ السَّلَامِ
إِلَى وَطَنِ النَّبِيِّ حَبِيبِ رَبِّي ۔۔۔ وَسَيِّدِ رُسْلِهِ خَيْرِ الْأَنَامِ"

("حمامۃ البشریٰ" سرورق)

(ہمارے دل کا) کبوتر اپنی چونچ میں درود و سلام کے تحائف لے کر ہمارے رب کے پیارے نبی، رسولوں کے سردار، خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن عزیز کی طرف پورے شوق اور ارمان کے ساتھ اڑتا ہے۔

درود شریف کے فضائل و برکات

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :۔

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔"

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی کے آثار نمایاں

تھے۔ اور فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں
نے فرمایا کہ تیرا رب تجھے فرماتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا
تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے اگر کوئی شخص ایک دفعہ
تجھ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور تیری امت
میں سے اگر کوئی شخص تجھ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ
سلام بھیجوں گا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے عرض کی "کیوں نہیں؟
یعنی یہ بات ضرور مجھے خوشی پہنچاتی ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ :-

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور ایک کھجوروں کے باغ
میں داخل ہو گئے اور حضورؐ نے وہاں پر بہت لمبا سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ
مجھے خوف ہوا کہ شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی ہے پس
میں آپ کے نزدیک آیا تا کہ میں دیکھوں کہ آپ زندہ ہیں یا فوت تو
نہیں ہو گئے! پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا
کہ تجھے کیا معاملہ درپیش ہے؟ تو میں نے اپنے خوف اور گھبراہٹ کی
وجہ بتائی۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل
علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ کیا میں تجھے بشارت نہ دوں کہ یقیناً اللہ
تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ جس نے آپ پر درود بھیجا میں بھی اس پر درود

بھیجوں گا اور جس نے آپ پر سلام بھیجا میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔"
(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک حدیث میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ عَلَيَّ زَكٰوةٌ لَّكُمْ ....."

یعنی۔ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ مجھ پر تمہارا درود بھیجنا تمہاری پاکیزگی کا موجب ہے اور
میرے لئے خدا سے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ بہشت میں اعلیٰ درجہ ہے وہ نہیں
ملے گا مگر ایک شخص کو اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں ہی وہ شخص ہوں گا۔"

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لہ لغت عرب میں صلوٰۃ کے معنی دعا اور رحمت کے ہیں اور اصطلاحی لحاظ سے نماز کے معنوں میں آتا ہے اور
درود فارسی کا لفظ ہے جو ورد سے ہے۔ درود یعنی صلوٰۃ اردو زبان میں اصطلاحی طور پر ان معنوں
میں استعمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے درخواست ہو یعنی دعا کرنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں
نازل فرمائے۔ واضح ہو کہ صلوٰۃ (یعنی درود) کا لفظ جب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت نازل فرمائے یعنی اپنے حضور رحمت اور قرب سے نوازے اور جب لفظ
صلوٰۃ ملائکہ کے لئے استعمال ہو تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے مغفرت
طلب کرتے ہیں اور جب صلوٰۃ کا لفظ بندوں کے لئے آئے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
سے اس کی رحمت اور برکت نازل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ اور اسلام کے معنی سلامتی اور خوشی کو خدا کے ہیں

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ مَا صَلّٰى عَلَيَّ - فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ لِيُكْثِرْ"۔

(سنن ابن ماجہ)

کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا۔ وہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہے گا اس وقت تک فرشتے بھی اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ اب بندہ چاہے تو تھوڑا درود بھیجے یا چاہے تو زیادہ درود بھیجے۔

اسی طرح سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بغیر تسمیہ کے وضو نہیں اور بغیر وضو کے نماز نہیں

وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ"...... الخ۔

یعنی۔ "جو شخص اپنی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ اس کی کوئی نماز نہیں۔"

ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِيْنَ لَهٗ"۔

جس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے:۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلٰئِكَتُهٗ

سَبْعِيْنَ صَلٰوۃً۔" (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی وفضلہا)

یعنی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہونے کی دعا کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:-

"جو شخص کسی روز ہزار مرتبہ درود پڑھے گا۔ وہ اپنی اسی زندگی میں بہشت کے اندر اپنی جگہ دیکھ لے گا۔" (جلاء الافہام)

اسی طرح علامہ سخاوی نے حضرت ابو ہریرۃ سے روایت کی ہے کہ درود دلیل صراط کیلئے نور ہے اور جس نے جمعہ کو اسی مرتبہ درود پڑھا اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جائیں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔"

(ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ و درمنثور)

یعنی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن وہ شخص سب لوگوں سے زیادہ میرے نزدیک ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا (یعنی درود شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور قرب نصیب ہوتی ہے اور انسان دنیا و آخرت میں فلاح پاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ۔ (مسلم جلد ۳ ترمذی جلد ۲ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)
کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام درود شریف کے اغراض اور اس کے انوار کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"اس کے بعد جو الہام ہے وہ یہ ہے۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے ۔ ؎

ہیچ محبوبی نماند ہمچو یارِ دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا روئے کہ دارد ہمچو رویش آب و تاب

واں کجا یابم کسے دارد بہار دلبرم

اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھی۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کے تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہؐ سے محبت رکھتا ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسولؐ پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضۂ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام

علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲-۵۰۳ پہلی فصل)

اللہ جل شانہ و عز اسمہ کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود بھیجنے کے بارہ میں الہام ہوا:-

"وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔ اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّي"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۶ ، تذکرہ صفحہ ۵۰)

یعنی نیکی کا حکم دے اور بدی سے منع کر اور محمد پر اور آل محمد پر درود بھیج۔ دراصل درود شریف ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درود شریف کی غرض اور اس کے اثر کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

"درود شریف ..... اس غرض سے پڑھنا چاہیئے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اس عالم میں ظاہر کرے۔

یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیئے جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیئے

کہ اس سے مجھ کو یہ ثواب ہو گا یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود ہونا چاہیئے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا و آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیئے اور دن رات دوام توجہ چاہیئے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔ پس جب اس طور پر درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔"

(مکتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ ۲۴ و اخبار الحکم جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۶۱۲)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درود شریف کے انوار و برکات کے بارہ میں فرماتے ہیں:—

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے "وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔" تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں۔ هٰذَا

بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸ حاشیہ)

پھر فرمایا:۔

"درود شریف ..... بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔" ("ریویو آف ریلیجنز" قادیان جلد ۳ صفحہ ۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"درود بھیجو اس محسن نبی پر جو خدائے رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیا احسان کا بدلہ احسان نہیں ہوتا اور وہ دل جسے آپ کے احسان کا احساس نہیں پس اس میں ایمان نہیں یا اس کا ایمان ضائع ہو چکا ہے۔ اے ہمارے اللہ تعالیٰ اس امی نبی رسول پر درود بھیج جس نے اولین کی طرح آخرین کو سیراب کیا ہے اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا ہے اور انکو نفس مطہرین میں داخل کیا ہے۔"

(اعجاز المسیح صفحہ ۳۔ عربی سے ترجمہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"باوا صاحب ایک شبد گرنتھ میں فرماتے ہیں:۔

پیر پیغمبر سالک شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رسید
برکت تن کو اگلی پڑھتے رہن درود"

یعنی جس قدر پیغمبر سالک اور شہید گزرے اور شیخ مشائخ اور قاضی ملا اور نیک درویش ہوئے ہیں ان میں سے انہیں کو برکت ملے گی جو جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں پہ اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔" (سنت بکن - صفحہ ۱۰۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا۔ تو انسان وجد میں آکر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی جو آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ

وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمدؐ کہلایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"
(اخبار الحکم" قادیان صہ ۲ ۱۷ فروری ۱۹۰۱ء)

درود شریف سے جسمانی بیماریاں اور مصائب دُور ہوتی ہیں

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

" ایک مرتبہ مَیں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گذر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے ہیں اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہیِ ملکِ بقا ہو گیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی۔ جیسی میری۔ جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اس

دن بکلّی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورۂ یٰسین سنائی گئی
اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں
ہو گا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے
نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں
مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اور میرے دل میں خدا تعالیٰ
نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو
ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت
سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو
شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا
گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی
تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے
آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی۔ اور
بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو
بہتر تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو
مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ
ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے
سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی اور بجائے

اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب ت ہوا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۷-۳۸ و روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۹)

فرمایا: ؎ اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجنے والا بخیل ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔" (ترمذی جلد ۲ و مسلم جلد ۲ و مشکوٰۃ شریف باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيهِ وَلَمْ يُصَلُّوا عَلٰى نَبِيِّهِمْ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ۔"

(ترمذی جلد ۲ ومشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل)

یعنی کوئی قوم نہیں بیٹھی کسی مجلس میں نہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے مگر یہ مجلس ان پر وبال کا (نقصان) موجب ہوتی ہے پس اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب دے اور اگر چاہے تو ان کو بخش دے۔ یعنی ہر مجلس میں ذکر الٰہی اور درود پڑھنا چاہیئے

ایک اور حدیث میں ہے :-

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔" (سنن ابن ماجہ)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑ دیا یا بھول گیا گویا جنت کا راستہ پانے سے خطا کھا گیا (یعنی جنت کا راستہ کھو گیا اور اسے بھول گیا)

ایک حدیث میں آتا ہے :-

"حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطبہ سننے کے لئے حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ جب ہم حاضر ہوئے تو حضورؐ جب منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا۔ "آمین!" پھر جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا۔ "آمین!" پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا۔ "آمین" خطبہ کے بعد ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آج ہم نے حضورؐ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے نہ سنی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا جس نے ماہِ رمضان پایا اور وہ بخشا نہ گیا۔ اسے خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ تو میں نے کہا "آمین"! پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا اس کے لئے بھی خدا کے قرب سے دوری ہو۔ تو میں نے کہا "آمین!" اور پھر جب تیسری سیڑھی پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا۔ جس نے ماں باپ کو پایا اور وہ اس کے سامنے بڑھے ہوئے اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ گیا۔ اسے بھی خدا کی جناب سے دوری ہو۔ تو میں نے کہا "آمین!"

(مستدرک حاکم)

ایک حدیث ہے کہ۔

"عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ...... الخ"

(ترمذی و مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- "اس شخص کی ناک خاک آلود ہو یعنی وہ رسوا ہو کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے"

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ دَائِمًا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانِیْ

اللہ تعالیٰ کے حضور درود شریف کے طفیل دعا شرفِ قبولیت پاتی ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-
"اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ"

(ترمذی جلد ا مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ النبی علی اللہ علیہ وسلم و فضلہا و ابوداؤد و نسائی)

یعنی "دعا آسمان اور زمین کے درمیان رکی (ٹھہری) رہتی ہے اس میں سے کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں پہنچتی یہاں تک کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو درمیانی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبولیت کا جامہ پہن لیتی ہے"

حدیث شریف میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ "فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ (یعنی اس نے کہا اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ (اے نمازی تو نے جلدی کی) پس جب تو نماز پڑھے اور دعا کے لئے بیٹھے۔ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ صَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ (یعنی تو اللہ کی تعریف کر جیسی کہ اس کی شان ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیج۔ پھر اللہ سے دعا کر) راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھی۔ اس نے اللہ کی حمد کی اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ" (اے نمازی اب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائیگی!)"

(ترمذی جلد ۲ و سنن ابی داؤد۔ مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ترمذی)

ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ "ایک دن میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ موجود تھے۔ پس جب میں بیٹھ گیا تو پہلے اپنی دعا اللہ تعالیٰ کی ثنا سے شروع کی۔ پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجی پھر میں نے اپنے لئے دعا کی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ سَلْ تُعْطَہْ سَلْ تُعْطَہْ "یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھے دیا جائے گا۔ یعنی تیری دعا قبول ہوگی)" (ترمذی و مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:—

"محبوب اللہ مستقیم ہی ہوتا ہے۔ زیغ رکھنے والا کبھی محبوب نہیں بن سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا" تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے ...... درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ۔ دوم۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ سوم۔ موہبت الٰہی۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۳ ص ۱۴، ۱۵ (۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء) ملفوظات احمدیہ جلد ۹ صفحہ ۲۲، ۲۳)

درود شریف کی برکت سے حوائج انسانیہ بھی پوری ہوتی ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی :-

"اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِیْ فَقَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمُّکَ وَ یُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ ۔"

(ترمذی جلد ۲ و مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی - "یا رسول اللہ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں - پس آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اپنی دعا میں سے کتنا حصہ حضورؐ پر درود بھیجنے کے لئے مخصوص کروں ؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے سوال کے جواب میں فرمایا -

"جس قدر چاہے تو وقت مخصوص کرلے پھر (حضرت ابیؓ نے) دریافت کیا کہ کیا میں اپنی دعا کا چوتھائی حصہ مقرر کرلوں ؟ تو حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ جتنا چاہو مقرر کرلو اور اگر تم اس سے بھی زیادہ

مقرر کرو تو یہ تمہارے لئے اچھی بات ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا میں نصف حصہ مقرر کر لوں۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر چاہو تم وقت مقرر کر لو پس اگر تم اس سے بھی زیادہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا تیسرا حصہ یعنی دو تہائی مقرر کروں؟ اس پر فرمایا جس قدر چاہے مقرر کر لے اگر اس سے بھی زیادہ کرے تو وہ تیرے لئے اچھا ہوگا۔ پھر میں نے عرض کی کیا میں اپنا سارا وقت حضور کے مقاصد میں کامیابی کے لئے دعائیں کرنے اور درود و سلام بھیجنے کے لئے مخصوص کر لوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تو یہ کرے تو یہ تیرے ہم و فکر دور کرنے کے لحاظ سے کافی ہے اور تیرے گناہوں کی بخشش کا موجب ہوگا۔"

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری دینی اور اُخروی حاجات کا خود متکفل ہو جائے گا یعنی درود و سلام کے طفیل دینی اور دنیاوی ضرورتیں پوری ہوں گی اور گناہ بخشے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت نصیب ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے عاشق صادق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں:۔ ؎

"ہر کسے اندر نماز خود دعائے می کند
من دعا ہائے بر و بار تو اے باغِ بہار"

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۶)

یعنی ہر شخص اپنے کسی نہ کسی خاص مقصد کے لئے نماز میں دعائیں کرتا ہے مگر میری دعائیں تو محض اور محض نبی پاک سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابی و کامرانی اور فتحمندی اور ترقی کے لئے ہی ہوتی ہیں۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درود شریف پہنچایا جاتا ہے

حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ"

(مشکوٰۃ شریف کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ و سنن نسائی)

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین کی سیاحت کرتے رہتے ہیں اور وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔"

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ۔ وسنن ابی داؤد و بیہقی)

کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو مجھ پر سلام بھیجتا ہو مگر اللہ تعالیٰ ضرور میری روح

کو واپس لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ یعنی مجھ پر درود بھیجنے کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل کی جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

"اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا۔" (مشکوٰۃ باب الجمعۃ و سنن ابن ماجہ)

کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ وہ دن حاضر کیا گیا ہے اسے فرشتے حاضر کرتے ہیں اور یقیناً کوئی شخص مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

"ہر جمعہ کو مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ ہر جمعہ کو میری امت کی طرف سے درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا اس کا مقام سب سے زیادہ میرے نزدیک ہوگا۔" (رواہ البیہقی)

اسی طرح حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔
"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور اسی دن انہوں نے وفات پائی اور اسی روز لوگوں کو جمع کرنے کے لئے بگل بجایا جائے گا اور اسی دن عذاب ہوگا۔
"فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ" (پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔)"[1]
(سنن ابی داؤد)

اسی طرح حدیث میں ہے:۔
"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ"
(رواہ بیہقی فی شعب الایمان)
یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] شاید اسی حدیث کی روشنی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد خلافت میں اپنی حکومت کے تمام علاقوں میں یہ حکم بھیجا تھا کہ جمعہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس آکر مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اُسے سنتا ہوں اور جو کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے میں اسے پہنچایا جاتا ہوں۔ یعنی درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

یعنی درود شریف خواہ بہت نزدیک پڑھا جائے یا دور سے پڑھا جائے اس کے ذریعہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میرے درجات بلند ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ حضور نے فرمایا :-

" لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ۔ " (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ۔ و نسائی)

یعنی اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی ان میں نوافل پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید نہ بناؤ (یعنی بار بار زیارت کے لئے نہ لوٹو) اور مجھ پر درود بھیجو پس تمہارا درود یقیناً مجھے پہنچتا ہے۔ جہاں بھی تم ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندہ کرچکا ہوگا یہاں تک کہ (مجھے اس کے سلام سے آگاہی ہو جائیگی) اس کے سلام کے جواباً سلامتی کی دعا کروں گا۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور قعدہ میں کہا :-

"اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔ (وغیرہ)

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

" لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ

یعنی تم یہ نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو وہ تو خود سلام ہے یعنی وہی سلامتی نازل کرتا ہے پس اگر تم میں سے کوئی نماز کے قعدہ میں بیٹھے تو کہے:۔

" اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمُوْھَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ"۔

یعنی قعدہ میں بیٹھ کر التحیات للہ ...... الخ[1] پڑھو تو اس کی یہ دعا ہر ایک نیک بندے کو پہنچتی ہے خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو۔

---

[1] "التحیات للہ ..... الخ" کے متعلق ابن الملک حدیث کی شرح میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ کے کلمات سے کی تو اللہ تعالیٰ نے آگے یہ فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑھا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب التشہد)

سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔" (نسیم دعوت ص۱)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ مرتبہ پر آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَهٰی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اور امت کے سلام و صلوٰۃ برابر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور پہنچائے جاتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْثَرَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَائِکَ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ"

(ازالہ اوہام جلد ا صفحہ ۲۵ حاشیہ)

نیز فرمایا:۔

"اسی طرح درود شریف شدہ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے ہیں" (البدر جلد ۳ ص ۵)

حضرت اقدسؑ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ:۔

"درود شریف بہت پڑھا کریں کہ وہی ہدیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتا ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ مکتوب مؤرخہ ۱۸ مارچ ۱۸۹۹ء)

درود شریف پڑھنے والے کی قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے:۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ[1] وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ"[2]

(بخاری شریف باب فضل اذان حصہ اول و باب بعد الاذان و مسلم شریف)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا کہ اے ہمارے اللہ جو مالک ہے اس اذان کا جو ایک کامل دعوت ہے اور جس کے بعد نماز قائم کی جائیگی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت (اور بلند مرتبہ) عطا فرما اور جس مقام محمود کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو ایسی دعا کرنے والے کے لئے قیامت کے دن مجھے شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان کے الفاظ سنو تو تم وہی کلمات ساتھ ساتھ دوہراتے جاؤ اس کے بعد

---

[1] آگے وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ کے الفاظ عام مشہور ہیں (ناقل)

[2] ایک حدیث میں یہ ہے۔ یعنی لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

مجھ پر درود بھیجو اور جو شخص پوری توجہ سے مجھ پر درود بھیجے گا
اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ پھر تم اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو
جو کہ جنت میں ایک خاص مقام ہے اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک کے لئے
خاص کیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا اور
جو شخص میرے لئے اس وسیلہ کو طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس
کے لئے میری شفاعت نصیب کرے گا۔"

(ترمذی شریف باب مناقب نبی و صحیح مسلم باب الاذان)

حدیث شریف میں حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ"

(مشکوٰۃ شریف باب فضل الصلوٰۃ علی النبی و معجم کبیر طبرانی)

یعنی جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس طرح دعا
کرے کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور ان کو قیامت کے
دن اپنے خاص قریب کے مقام پر نازل فرما تو اس کے لئے میری شفاعت
واجب ہو گئی۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس
آ کر مجھ پر درود بھیجے گا میں اسے سنوں گا اور اگر کوئی دور سے
مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں کافی

ہوگا۔ اور قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔"
(درِ منثور و بیہقی و ابن عساکر)

"حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت مجھ پر دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ درود بھیجے گا اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔" (طبرانی)

حدیث شریف میں ہے:—

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَنْجَاکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ اَھْوَالِھَا وَ مَوَاطِنِھَا اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ فِی الدُّنْیَا صَلٰوۃً اِنَّہٗ قَدْ کَانَ فِی اللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ کِفَایَۃٌ وَ لٰکِنْ خَصَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بِذٰلِکَ لِیُثِیْبَھُمْ عَلَیْہِ" (درِ منثور و مسند دیلمی)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اس کے ہولناک اور خطرناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہے جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ میرے لئے تو صرف اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں یہ روایت ہے کہ:—

"عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔"

(ترمذی باب فضل الصلوٰۃ علی النبیؐ۔ ومشکوٰۃ شریف)

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن وہ شخص سب سے زیادہ میرے نزدیک ہوگا۔ جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے درود شریف پڑھا جائے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجے (یعنی بِسْمِ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھ کر) دعا کرے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور مسجد سے نکلتے ہوئے یہی دعا کرے اور۔ رَحْمَتِكَ کی بجائے فَضْلِكَ کہے۔"

ایک حدیث میں ہے درود و سلام کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ (ترمذی وابن خزیمہ فی الصحیح)

درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء پر بھی پڑھا جائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بَعَثَہُمْ کَمَا بَعَثَنِیْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ۔"

(رواہ ابن ابی شیبہ فی مسندہ)

کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسولوں پر درود پڑھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی اسی طرح مبعوث فرمایا ہے جس طرح اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔)

درود شریف سے انقباض نفس دُور ہوتا ہے،

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض وقت ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی (انقباض) کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے نماز بھی بار بار پڑھے قبض کے دُور ہونے کا یہی علاج ہے"

(الحکم قادیان۔ ۱۰ر جون ۱۹۰۳ء جلد ۷)

کثرت سے درود شریف پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے:

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے متابعت و پیروی و محبت اور پھر کثرت سے درود شریف شرط ہے یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے راضی ہونے کے بعد بآسانی یہ امور طے ہو جاتے ہیں"

(رسالہ بدر قادیان صت - ۳ جون ۱۹۰۸ء)

درود شریف سے لذّت اور انشراح ہوتا ہے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"درود شریف پڑھنے میں کسی تعداد کی شرط نہیں۔ اس قدر پڑھا جاوے کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جاوے اور ایک انشراح اور لذّت اور حیوٰۃِ قلب پیدا ہو جاوے اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو تب بھی بے دل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کسی دوسرے وقت کا منتظر رہنا چاہیئے اور انسان کو وقت صفا جو ہمیشہ نہیں آسکتا سو جس قدر میسّر آ جاوے اس کو کبریتِ احمر سمجھے اور اس میں دل و جان سے مصروفیت اختیار کرے"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد ۱ مکتوب ۱۸ صت ۲۶ و حیات احمد جلد ۲ ص ۵۱)

ع "درود بھیج اُس محسن پر تو دن میں سَو سَو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار" (نواب مبارکہ)

درود شریف طوطے کی طرح نہ پڑھیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

" درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گذرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو .... پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم و عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ

شامل ہو اور یہاں تک کہ یہ توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے"

(مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۲۲ و "الحکم" جلد ۱۲ صفحہ ۷ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

درود شریف میں ایک عمیق بھید

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:—

"چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں ذکر ہیں۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے پس جو فیضان شخص مدعو لہ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں۔ بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو

اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کی برکات ظاہر ہوں"
(مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۲۴-۲۵)

شرائط بیعت میں درود شریف

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سلسلہ
احمدیہ میں داخل ہونے کی تیسری شرط درود شریف پڑھنا قرار دی ہے فرمایا:۔
"سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے
ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے
گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار
کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے
اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔"
(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

نیز فرمایا:۔
"اس عالی شان نبی اور اس کے آل و اصحاب پر ہماری طرف سے
بے شمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑہا لوگوں کو تاریکی سے
نکالا اور پلید عقیدوں اور قابل شرم عملوں اور تفرقی رسموں
سے رہائی بخشی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ
وَسَلِّمْ۔ آمین!"

(آریہ دھرم)

حضور میں التجا کریں کہ تو ہی آپ کو ان سچی محنتوں اور جانفشانیوں کا
سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے وہ آپ کو عطا
فرما۔ انسان جب اس خاص رقت اور حضور قلب اور تڑپ سے
گداز ہو کر آپ کے واسطے دعائیں کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور خاص رحمت کا نزول
ہوتا ہے اور پھر اس دعا کو درود قبول کرنے کے واسطے بھی وہ عرش
سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ایک درود کے بدلہ میں دس
گنا اجر اسے دیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح اس درود کو قبول اور آپ کی ترقی مدارج کے خیال سے خوش
ہوتی ہے اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کو دس گنا اجر
عطا کیا جاتا ہے۔ بنیادی کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رکھتے۔

(رسالہ "تحفہ" نومبر ۱۹۱۲ء ملخصاً)

درود شریف کی برکت سے امت محمدیہ میں نبی پیدا ہو سکتا ہے:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

درود والی دعا کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم کو
دعائیں ان کی امت کے متعلق اس سے بڑھ کر قبول ہوئیں
جس قدر کہ کی گئی تھیں اسی طرح امت محمدیہ کو کیفیت اور
کمیت کے لحاظ سے ان دعاؤں سے بڑھ کر دیا جائے جو رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہیں۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے
کہ اس کے لئے درود کیوں رکھا؟ مسلمان یہ دعائیں کرسکتے

تھا کہ جو کچھ پہلی امتوں کو ملا اس سے بڑھ کر انہیں دیا جائے۔
میرے نزدیک درود شریف کے ذریعہ دعا سکھانے میں بہت بڑی
حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکہ لگنے والا تھا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق تو خدا تعالیٰ
نے فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں مگر مسلمانوں
نے یہ دھوکہ کھانا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی
گئی ہے اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک
ہوتی تھی اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ
السلام کی امت کو ملا اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آ گئی۔ پس جب
کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ وَ
جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّۃَ کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ
السلام سے تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بھی
پورا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چونکہ جسمانی ذریت بھی تھی
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی جسمانی بیٹا نہ تھا اس
لئے خیال کیا جا سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو
وعدہ کیا گیا وہ یہاں پورا نہ ہوگا اس خیال کو دور کرنے کے
لئے درود کے ذریعہ یہ بتایا گیا کہ اے مسلمانو! تم ہی محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہو تمہیں یہ انعام دیا جا
سکتا ہے ــــ پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ جو کچھ

حضرت ابراہیمؑ کی امت کو دیا گیا اس سے بڑھ کر ہمیں دیا جائے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ ان میں یہ بھی فرق ہوگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں۔ اس میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ظاہر ہوتا ہے .... یہ کیسی جامع دعا ہے اس سے بڑھ کر کوئی کیا مانگ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کہتے چلے آئے ہیں کہ روحانی ترقی کا گر درود ہے۔"

(الفضل ۳ ار جنوری ۱۹۲۸ء)

درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احسانمندی کے لیے پڑھا جائے

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"درود در اصل اس احسان کا اقرار ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا اور احسان کا اقرار انسان کے لیے از حد ضروری ہے کبھی کسی شخص کے اعمال میں پاکیزگی نہیں پیدا ہو سکتی۔ جب تک وہ اپنے احسان کرنے والے کا احسان مند نہیں ہوتا بلکہ تمام اعلیٰ اعمال میں احسانمندی سے ہی پیدا ہوتی ہے اس لئے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم کثرت سے درود پڑھیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کے لئے آپ کے احسان مند ہوں اور ہمارے اعمال میں بھی پاکیزگی اور صفائی پیدا ہو ...... جو شخص اپنے محسن کا

احسان مند نہیں ہوتا وہ فتنہ و فساد کا بیج بوتا ہے ...... پس ہمیں احسان فراموش نہیں بننا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے شمار احسان ہم پر ہیں اور ان کو یاد رکھنا چاہیئے اور ان کا اقرار کرتے رہنا چاہیئے ...... پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کے حضور میں کہنا چاہیئے کہ ہم تو ان کا کچھ بدلہ نہیں دے سکتے۔ تو ہی ان کا عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے اور اس کا اجر آپ کو عطا فرما یہی درود کا مطلب ہے۔ پس چاہیئے کہ اس کی کثرت اختیار کی جائے اور اس کے ذریعہ سے اپنی احسان مندی کو بہترین صورت میں ظاہر کیا جائے .... جو شخص درود کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے کچھ کام کرانا ہو تو اس کی پیاری چیز سے پیار کیا جاتا ہے کسی عورت سے اگر کوئی کام کرانا ہو تو اس کے بچے سے محبت کرو پھر دیکھو وہ کیسی مہربان ہوتی ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے تو یہ صدا کرتا ہے۔ "مائی تیرے بچے جیئیں" کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے۔ جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے اور فقیر کو خیرات دیتی ہے۔ دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچے کے لئے ایک دعا ہوتی ہے تو کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے کے لئے

دعا کرتا ہے تو کہتا ہے کہ تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی ہے آمین تیری دعا بھی قبول کرتا ہوں۔"

(الفضل" قادیان - ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

درود شریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شامل کیا جائے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

" میں نے بتایا ہے کہ درود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے احسانوں کو یاد کرنا اور آپ کی احسان مندی کا جتانا اور خدا سے اس کا عوض دینے کی درخواست کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بھی بے شمار احسانات ہیں اس لئے درود میں ان کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ ایک یہی کیا کم احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پر ہے کہ آپ کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا پتہ ہم کو ملا...... اس مبارک اور خوبصورت چہرہ پر سے تمام پردے اٹھا کر ہمیں دکھا دیا............ اصل شان کو ظاہر فرمایا اور ان سب باتوں سے آپ کو پاک کر دیا جو آپ کی طرف (غلط طور پر) منسوب کی جاتی تھیں۔"

(الفضل - ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

درود شریف سے اسلام کو عالمگیر غلبہ ہوگا۔

اسی طرح سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں

درود شریف کے متعلق فرماتے ہیں :-

"جو لوگ محبت اور اخلاص کے ساتھ درود پڑھیں گے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ تعالیٰ کی برکات سے حصہ پائیں گے۔ ان کے گھر رحمتوں سے بھر دیئے جائیں گے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے انوار کا جلوہ گاہ ہو جائیں گے اور نہ صرف ان روحانی نعمتوں سے وہ لذت اندوز ہوں گے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے چونکہ ان کی خواہش ہوگی کہ اسلام کے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اکناف عالم تک پہنچے اس لئے وہ اپنے اس ایمانی جوش اور والہانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اسلام کے غلبہ کا دن بھی دیکھ لیں گے اور سچی بات تو یہ ہے کہ دعائیں ہی ہیں جن سے یہ عظیم الشان کام ہو سکتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان ۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۲ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں محض اپنے فضل سے کثرت درود شریف پڑھنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین!

باب دوم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس باب میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات مبارکہ، بائبل اور غیر مسلموں کے حوالہ جات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام ظاہر کریں گے (وباللہ التوفیق)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر الہی

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ وعزاسمہ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

"عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (بنی اسرائیل ۹)

(بالکل متوقع ہے کہ تیرا رب تجھے حمد کرنے والے مقام پر کھڑا کر دے)

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ" (فتح ۱۱)

(وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے)

"وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ" (انفال ۲)

(اور جب تو نے پتھر پھینکے تھے تو تو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے)

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ" (النجم ۱)

(اور وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ (اس کا پیش کردہ کلام قرآن مجید) صرف

خدا کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے)

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (نجم ۹/۱۰)

(اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کیلئے اس کے قریب ہوا اور وہ (خدا) بھی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آ گیا۔ وہ دونوں دو کمانوں کے ہتدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی)

"قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (کہف : ۱۱)

(تو انھیں کہہ کہ اگر (ہر ایک) سمندر میرے رب کی باتوں کو (لکھنے) کیلئے روشنائی بن جاتا تو میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے (ہر ایک) سمندر کا پانی ختم ہو جاتا گو (اسے) زیادہ کرنے کیلئے ہم اتنا (ہی) اور پانی (سمندر میں) لا ڈالتے (اور وہ روشنائی بن جاتا)

"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ" (مائدہ : ۶۸)

(اور اللہ تجھے لوگوں (کے حملوں) سے محفوظ رکھے گا)

"وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝" (آل عمران ۸۲/۸۳)

(اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو (اور) انہوں نے کہا تھا - ہاں ہم اقرار کرتے ہیں فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں اب جو (شخص) اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہوں گے)

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (انعام: ۱۶۳)

(تو ان سے کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے)

"مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَآوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ۝ (ضحٰی: ۴ تا ۸)

(اور نہ تیرے رب نے تجھے ترک کیا ہے اور نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے۔ اور (دیکھ تو سہی کہ) تیرا ہر پیچھے آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہوتی ہے اور ضرور تیرا رب تجھے (وہ کچھ) دے کر رہے گا جس پر تو خوش ہو جائے گا کیا اس زندگی میں اس کا سلوک تیرے ساتھ غیر معمولی نہیں رہا اور اس نے تجھے یتیم پاکر (اپنے زیر سایہ) جگہ نہیں دی اور جب تجھے اس نے (اپنی قوم کی محبت میں) سرشار دیکھا تو (ان کی اصلاح کا) صحیح راستہ تجھے بتلا دیا)

"أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِيْ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الم نشرح: ۲ تا ۵)

(کیا ہم نے تیرے لئے تیرے سینے کو کھول نہیں دیا اور تیرے اس بوجھ کو تجھ سے اتار کر پھینک نہیں دیا ایسا بوجھ جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی اور تیرے ذکر کو بھی ہم نے بلند کر دیا ہے)

"وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَآ أَنْ تَنْكِحُوٓا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا" (احزاب۔ ۵۳)

(اور اللہ کے رسول کو تکلیف دینا تمہارے لئے جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو۔ یہ بات اللہ کے فیصلے کے مطابق بہت بڑی ہے)

"اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" (احزاب: ۶)

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں)

فیضانِ جاریہ

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا" (احزاب: ۴۰)

(نہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے (نہ ہوں گے) لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں بلکہ (اس سے بڑھ کر) نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے)

"إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝" (سورہ کوثر)

(اے نبی) یقیناً ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے سو تو (اس کے شکریہ میں) اپنے رب کی (کثرت سے) عبادت کر اور اسی کی خاطر قربانیاں کر اور یقین رکھ کہ تیرا مخالف ہی نرینہ اولاد سے محروم ثابت ہوگا)

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا" (النساء : ۷۰)

(اور جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں)

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ" (انفال : ۲۵)

(اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے)

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝" (آل عمران : ۱۶۵)

(اللہ نے مومنوں میں سے ایک ایسا رسول بھیج کر جو انھیں ان کے نشان پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً ان پر احسان کیا ہے اور وہ (اس سے) پہلے یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں (پڑے ہوئے تھے)

"وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝" (توبہ : ۱۰۳)

(اور ان کے لئے دعائیں کرو کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے اور اللہ تیری (دعاؤں کو) بہت سننے والا اور (حالات کو) جاننے والا ہے۔)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ نورٌ علیٰ نور

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝" (مائدہ : ۱۶)

(تمہارے لئے اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے)

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝" (احزاب : ۴۶/۴۷)

(اے نبی! ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تو (دنیا کے) کام کا نگران بھی ہے اور (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے (اور کافروں کو) ڈرانے والا بھی ہے اور نیز اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا ہے اور تجھے ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر (بھیجا) ہے۔

"هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا" نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۝ نور ۳۶ [1]

(وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں تاکہ (اس کے نتیجہ میں) وہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے وہ نورٌ علیٰ نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لئے جنکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

[1] احزاب ۴۴

مجسم رحمت و شفقت

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (انبیاء: ۱۰۸)

(اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے)

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ" (آل عمران: ۱۶۰)

(اور تو عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (جو) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو انھیں معاف کر دے اور ان کے لئے (خدا سے) بخشش مانگ)

"لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ" (شعراء: ۴)

(شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔ کہ وہ کیوں مومن نہیں ہوتے)

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" (انفال: ۳۴)

(اللہ انھیں اس حالت میں عذاب نہیں دے سکتا تھا جبکہ تو ان میں تھا)

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝" (توبہ: ۱۲۰)

(اے مومنو، تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیفیں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت ہی بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے)

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" (شعراء: ۲۱۶)

(اور جو تیرے پاس مومن ہو کر آئیں ان کے لیے محبت کے بازو جھکا دے)

عالمگیر رسول

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" (اعراف: ۱۵۹)

(کہو (کہ) اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں)

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا" (سبا: ۲۹)

(اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے) ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے اور کافروں کو ہوشیار کرتا ہے)

"لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" (فرقان: ۱)

(تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ہوشیار کرنے والا ہو)

کامل اور عالمگیر دین اسلام ہے

"إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ" (آل عمران: ۲۰)

(اللہ کے نزدیک اصل دین یقیناً اسلام کامل فرمانبرداری ہے)

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (مائدہ: ۴)

(آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا)

"وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ" (آل عمران: ۸۶)

(اور جو شخص اسلام کے سوا کسی (اور) دین کو (اختیار کرنا) چاہے تو (وہ یاد رکھے) کہ وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والں

میں سے ہو گا)

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ" (صف: ١٠)

(وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ، اور سچا دین دے کر بھیجا ہے
تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں)

"بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ
اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ" (بقرہ: ١١٢)

(کیوں نہیں، جو بھی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے (یعنی اسلام میں داخل ہو جائے)
اور وہ نیک کام کرنے والا بھی ہو تو اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بدلہ مقرر ہے ایسے
لوگوں کو آئندہ کے متعلق کسی قسم کا خوف نہ ہو گا اور نہ وہ (کسی سابق غلطی پر)
غمگین ہوں گے)

قرآن مجید کامل، عالمگیر اور بے مثال الٰہی کلام ہے

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ
لَا رَيْبَ فِيْهِ" (بقرہ: ٣)

(یہ کامل کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں)

"وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ" (قلم: ٥٣)

(یہ (قرآن) ساری دنیا کے لئے شرف و عزت والی کتاب ہے)

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (حجر: ١٠)

(اس ذکر (قرآن) کو ہم نے اتارا ہے اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کریں گے)

"فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" (بینہ: ٤)

(اس قرآن میں قائم رہنے والے احکام ہیں)

"وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝" (حجر: ۲۲)

(اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے (غیر محدود) خزانے ہمارے پاس نہ ہوں لیکن ہم اسے ایک معین انداز سے سے اتارا کرتے ہیں)

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ" (۸۹ : ۹۰)

(تو (انہیں) کہہ (کر) اگر تمام انسان (بھی) اور جن (بھی) اس کی نظیر لانے کیلئے جمع ہوجائیں تو (پھر بھی) وہ اس کی نظیر نہیں لا سکیں گے۔ خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار (ہی) کیوں نہ ہوجائیں۔ اور ہم نے اس قرآن میں یقیناً ہر ایک (ضروری) بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے)

"اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝"

(یقیناً قرآن بڑی عظمت والا ہے اور ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے اس (قرآن) کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو مطہر ہوتے ہیں)

"اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ

بِعِلْمِ اللّٰهِ " (هود : ۱۴-۱۵)

(کیا وہ کہتے ہیں (کہ) اس نے اس کتاب کو اپنے پاس سے بنایا ہے تو (انھیں) کہہ اگر تم (اس بیان میں) سچے ہو تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں (آیات) اپنے پاس سے بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس (کو بھی اپنا مددگار بنا لانے کی) تمہیں طاقت ہو اسے بلا لو۔ پس اگر وہ تمہاری (یہ) بات قبول کریں تو جان لو کہ جو (کلام) تم پر اتارا گیا ہے اللہ کے خاص علم پر مشتمل ہے)

" أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ (نساء: ۸۲)

(اور کیا وہ (لوگ) قرآن پر غور نہیں کرتے اور (نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ اللہ کے سوا (کسی اور کی طرف سے) ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت سا اختلاف پاتے)

" حٰمٓ ۝ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ (حم سجدہ: ۲-۳-۴)

(حمید اور مجید خدا کی صفات اس سورت میں بیان کی گئی ہیں) یہ قرآن بے انتہا رحم کرنے والے اور بار بار رحم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل ہوا ہے (اور) ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اور جو کتاب خوب پڑھی جائے گی اور عربی (ایسی زبان میں ہے) جو اپنا مطلب کھول کر بیان کرتی ہے۔ مگر یہ کتاب انھیں کو فائدہ دیتی ہے جو (روحانی) علم رکھتے ہیں (مومنوں کو) خوشخبری دینے والی اور (بزدلوں کو ہوشیار کرنے والی ہے۔

" لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ

"تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ" (حٰم سجدہ ۴۱: ۴۲)

(باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے۔ بڑی حکمتوں والے اور بڑی تعریفوں والے خدا کی طرف سے وہ اترا ہے)

"فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ" (عبس: ۱۳/۱۴)

یہ (قرآن ایسے) صحیفوں میں سے ہے (جو) عزت والے بلند شان والے اور پاک ہیں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامم ہے

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔"
(آل عمران: ۱۱۱)

(تم (سب) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے (فائدہ کے) لیے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو)

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (بقرہ: ۱۴۳)

(اور اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کی گمراہی پر گواہ ہو اور یہ رسول تم پر گواہ ہو)

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ

إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۗ " (آل عمران: ۱۰۴)

اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو (اس نے) تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے مگر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔)

" هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ " (انفال: ۶۴)

(وہی (اللہ) ہے۔ جس نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا اور ان کے دلوں کو آپس میں باندھ دیا (یہاں تک کہ صحابہ تیرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہو گئے) اگر تو جو کچھ زمین میں ہے ان پر خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں کو اس طرح باندھ نہیں سکتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں باہمی محبت (اور تیرے ساتھ محبت) قائم کر دی۔ وہ یقیناً غالب اور بڑی حکمت والا ہے)

" وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔا ۭ وَمَنْ

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝" (سورہ نور: ۵۶-۵۷)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔ اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام بنی نوع انسان کیلئے اسوۂ حسنہ ہیں

فرمایا: "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝" (احزاب: ۲۲)

(تمہارے لئے (یعنی ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور آخری دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی انہیں پیروی کرنی چاہئے)

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝" (قلم: ۵)

(تو (یعنی تیری تعلیم اور عمل) نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: ۳۲)

تو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر: ۸)

(جو احکام رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں دیئے ہیں ان کو پکڑ لو اور جن سے منع کیا اس سے رک جاؤ)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (نساء: ۶۶)

(پس تیرے رب کی قسم ہے کہ جب تک وہ (ہر) اس بات میں جس کے متعلق ان میں جھگڑا ہو جائے تجھے حکم نہ بنائیں (اور) پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے اپنے نفسوں میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار نہ ہو جائیں ہرگز ایماندار نہ ہوں گے)

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء: ۸۱)

(جو رسول کی اطاعت کرے تو سمجھو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی)

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ"

فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ" (النساء: ۶۰)

(اے ایمانداروا! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم (ان احکام سے) کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو)

"وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" (انفال: ۴۷)

(اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت جاتی رہے گی، اور صبر کرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ" (مائدہ: ۳۶)

(اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے حضور میں قرب (حاصل کرنے کی راہیں) ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ)

"وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا"

(النساء: ۱۱۶)

(اور جو شخص (بھی) ہدایت کے پوری طرح کھُل جانے کے بعد (اس) رسول سے اختلاف ہی کرتا چلا جائے گا اور مومنوں کے طریق کے سوا (کسی اور طریق) پر چلے گا ہم اسے اس چیز کے پیچھے لگا دیں گے جس کے پیچھے وہ پڑا ہوا ہے اور اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے)

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا" (احزاب : ۷۲)

(اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے)

○

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارفع مقام اور احادیث نبویہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے مندرجہ ذیل حدیث قدسی تواتر کے ساتھ امّتِ محمدیہ میں مشہور ہے :-

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔"

(یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بھی یہی حدیث قدسی اللہ تعالے نے الہام فرمائی ہے۔ (تذکرہ ص ۶۲۹)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اسی حدیث قدسی کا ترجمہ اردو

زبان میں ایک قطعہ کی صورت میں القا ہوا :- ؎

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرتِ لولاک — ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک
جو آپ کی خاطر ہے بنا آپ کی شے ہے — میرا تو نہیں کچھ بھی یہ ہیں آپ کے املاک"

(الفضل ربوہ ۱۷ جنوری ۱۹۵۲ء)

حاکم نے اپنی صحیح میں روایت لکھی ہے کہ :-

"حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔" (بحوالہ نشر الطیب ص ۱۳)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"كُنْتُ مَكْتُوْبًا عِنْدَ اللّٰهِ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ" (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۱۲)

اور دوسری حدیث میں بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ کے الفاظ ہیں۔ یعنی میں اللہ کے حضور اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدمؑ ابھی پانی اور کیچڑ میں لت پت تھے یعنی انہیں جسمانی شکل و صورت میں بنایا جا رہا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل و بیہقی و مشکوٰۃ)

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :-

"قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"۔

یعنی صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی تھی فرمایا اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھا

(رواہ احمد ۔ حلیہ لابو نعیم ۔ البخاری فی تاریخ)

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"میں آدمؑ کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔"
(بحوالہ نشر الطیب صفحہ ۸-۹)

ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفرؒ محمد بن علیؒ (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاءؑ سے تقدم کیسے ہوگیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور ان سب سے اپنی ذات پر اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اول (جواب میں) "بلیٰ" (یعنی کیوں نہیں) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاءؑ سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔

(بحوالہ نشر الطیب صفحہ ۹)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطا کا اعتراف کیا تو انھوں نے خدا سے عرض کیا یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَفَرْتَ لِیْ۔ (اے میرے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجئے!) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّداً (تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا ہی نہیں کیا تو آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب! میں نے ان کو اس طرح پہچانا ہے کہ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی۔

رَفَعْتُ رَأْسِیْ فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پاؤں پر لکھا ہوا دیکھا۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسے ہی شخص کو ملایا ہوگا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْكَ (جو تیرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوگا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اُدْعُنِیْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" (یعنی اے آدم تم نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے پس جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا)

(مستدرک حاکم ۲/۶۱۵ - بیہقی نے عبدالرحمٰن بن زید سے، مرفوعاً)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:—

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے خاندان کنانہ کو انتخاب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو بنو ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔"

(مسلم جلد ۲، کتاب الفضائل)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:—

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح (بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین تک یعنی سفاح جاہلیت کا کوئی اثر مجھ کو نہیں پہنچا

یعنی جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی ہے۔ یعنی میرے آباؤ اجداد سب اس سے منزہ رہے اس سے میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں۔"
(بحوالہ نشر الطیب صہ ۱۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ جو شخص مجھ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی احمد کون ہے؟ ارشاد ہوا میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان (احمد) سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے عرش پر اس کا نام اپنے نام کے ساتھ زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے لکھا ہے۔ بلاشبہ جنت میری مخلوق پر حرام ہے جب تک وہ نبی اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت کون لوگ ہیں؟ ارشاد باری ہوا وہ بہت حمد کرنے والے ہیں۔ چڑھائی اور اترائی میں حمد کریں گے۔ اپنی کمریں باندھیں گے اور اپنے اطراف (اعضاء) پاک رکھیں گے۔ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو تارکِ دنیا ہوں گے۔ میں ان کا تھوڑا عمل بھی قبول کروں گا۔ اور انہیں کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت سے جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اِجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْکَ الْاُمَّةِ قَالَ نَبِیُّهَا مِنْهَا مجھے اس امت کا نبی بنا دیجیے۔ ارشاد ہوا اس امت کا نبی اسی امت میں سے ہو گا۔ عرض

کی۔ مجھ کو ان (احمدؐ) کی امت میں سے بنا دیجیئے۔ ارشاد ہوا۔ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہوں گے۔ البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا۔" (خصائص الکبریٰ جلد ۱ صٓ ۱۲ للسیوطی)

وحلیہ ابو نعیم الرحمۃ المہداۃ۔ نشر الطیب صٓ ۲۶۲

فرمایا۔ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ (میں تمام رسولوں کا قائد ہوں)

(کنز العمال جلد ۶ صٓ ۱۰۹)

ترمذی میں ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ"

(میں نبی آدم کا سردار ہوں مگر اس پر مجھے کوئی فخر نہیں)

فرمایا:— اَنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ"

(میں تمام پہلے اور پچھلے انبیاء کا سردار ہوں)

(رواہ الدیلمی)

فرمایا:۔ "عُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔"

(مجھے پہلوں اور پچھلوں کا علم سکھایا گیا ہے۔) بحوالہ تحذیر الناس صٓ ۳

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

"اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ"

(میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں۔ تمہیں سکھاتا ہوں)

(ابوداؤد جلد ۱ صٓ ۳)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

"اِنَّ اَتْقَاکُمْ وَاَعْلَمَکُمْ بِاللّٰہِ اَنَا۔" (بخاری جلد ۱)

(میں تم سب سے زیادہ متقی ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت کو جاننے والا ہوں)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—
"میں اللہ کے نزدیک تمام اولین اور آخرین میں زیادہ مکرم ہوں۔"
(ترمذی، دارمی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—
"اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔" (مسلم جلد ۲ - کتاب الفضائل تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق)

یعنی میں قیامت تک اولاد آدم کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:—
"یقیناً قیامت کے دن ہر ایک امت اپنے اپنے نبی کے پیچھے یہ کہتی جائے گی کہ اے فلاں نبی ہماری شفاعت کیجئے حتیٰ کہ شفاعت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوگی اور یہ وہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو مقام محمود عطا کرے گا۔" (یعنی آپ کو شفاعت کی اجازت ہوگی)
(بخاری جلد ۲ کتاب تفسیر القرآن)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—
"ہر ایک نبی کی ایک ایک دعا مستجاب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں
"اَنْ اَخْتَبِیَٔ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ" کہ:—
اپنی دعائے مستجاب آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے مخفی رکھوں۔"
(بخاری جلد ۲ کتاب الدعوات)

فرمایا:- "لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِيْ"۔ (ترجمان القرآن ۲۶۰ جلد ۲ ۔ الیواقیت و الجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲ ۔ مدارج ۵)

(اگر موسٰیؑ اور عیسٰیؑ زندہ ہوتے تو انھیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً"۔

(بخاری شریف جلد ۱ کتاب التیمم)

(مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے پانچ ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ (۱) مجھے ایک مہینے کی مسافت کے اندازہ کے مطابق خداداد رعب عطا کیا گیا ہے (۲) میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دی گئی ہے (۳) میرے لئے جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت جائز قرار دیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے بھی جائز نہیں تھا۔ (۴) مجھے خدا تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کا مقام عطا کیا گیا ہے (۵) مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں ساری دنیا اور سب قوموں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ:۔

"بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ..... فَبَیْنَا اَنَا نَائِمٌ أُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ۔" (بخاری جلد ۲ المو رالعین دصفحتین)

(میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ پس ایک دن جبکہ میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں)

اور ایک حدیث میں ہے:۔

"وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ" (یعنی میرے ذریعہ انبیاء پر مہر لگائی گئی ہے)
(رواہ الحکم فی الفضائل مشکوٰۃ باب فضائل المرسلین ص۵۱۲)

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ:۔
"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمدؐ ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں یعنی اللہ میرے ذریعہ کفر مٹائے گا میں حاشر ہوں یعنی سب لوگ میرے قدموں میں جمع کئے جائیں گے۔"
(بخاری جلد ۲ مسلم جلد ۲ کتاب الفضائل)

اسی طرح فرمایا:۔

"اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ یُعْطِیْ اللّٰہُ" (متفق علیہ)

(میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ مجھے دیتا ہے)

آپ کے کئی نام ہیں جیسے رؤف، رحیم، نبی الرحمۃ۔ نبی التوبہ۔ نبی الملحمۃ۔ صادق۔ مصدوق۔ امین۔ نذیر۔ بشیر۔ رحمۃ للعالمین۔ فاتح۔ شاہد۔ مبشر۔ متوکل۔ عاقب۔ مقفی۔ محمود۔ مسال۔ عبداللہ۔ نور۔ سراج منیر۔ سید ولد آدم

صاحب محمود احمد صاحب مقام محمود اور احمد ــــ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی کل صفات کے مظہر اتم تھے اس لئے ہر صفت کے لحاظ سے آپ کا نام ہوگا۔ اس قدر کسی اور نبی کے نام نہیں۔

فرمایا: — "أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ"

(میں تمہارا حوض پر پیش خیمہ ہوں گا) (مسلم کتاب الفضائل جلد ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرا نام (محمد) رکھو مگر میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھو۔ وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔" (بخاری کتاب العلم جلد ۱)

(یقین رکھو کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور جو شخص عمداً میرے پر جھوٹ باندھے اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کرے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر خصوصیات

آپ اوّل ما خلق اللہ نوری کے مصداق ہیں، آپ ہی کو کلمہ طیبہ میں حبیب اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام رکھا امت کا مسلمان نام رکھا، معراج میں سب آسمانوں کی سیر کرائی جنت و نار پر اطلاع ہوئی، اذان و اقامت میں اللہ کے ساتھ آپ کا نام رکھا ہے۔ محمود سے زیادہ، آپ کی امت ہوگی رہبانیت ولایت نبی کی کتب سابقہ میں آپ کی بشارت و فضیلت ہے، نمازیں ملائکہ کی طرح صف بندی کی حکم جمعہ

کی عبادت اور اس میں قبولیت دعا کی سماعت۔ نیز آپ کے اخلاقِ فاضلہ کو بطور
اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ آپ کو قرآن جیسا کامل اور عالمگیر کلام الٰہی ملا، اور خدا نے خود اس کی حفاظت کا
وعدہ فرمایا۔ بعد میں پورا بھی فرمایا۔ آپ پر صدقہ و زکوٰۃ کا لینا [illegible]۔ جا بجا حجت ہے آپ کی امت کے باہمی
اختلاف موجب رحمت، آپ کے لئے تیمم کی اجازت ملی، ورنہ پہلے سجدہ کا کام عبادت گاہوں میں ہی ہوتا تھا [illegible]
حرام قرار دی گئی۔ خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے آپ کی اطاعت سے امت میں تجلیات
و مکالمات الٰہیہ کا جاری ہونا۔ تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ معجزات اور
نشانات اور پیشگوئیاں ملیں۔ آپ کی امت میں خلفاء اور مسیح موعود و امام
مہدی کی پیدائش۔ آپ کا دین اسلام عالمگیر اور تمام مذاہب و ادیان پر غالب ہے
آپ کی امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مشابہ ہیں۔ آپ کی امت خیر
الامم ہے۔ قیامت کو پل صراط پر سے سب سے پہلے آپ اور آپ کی امت
گزرے گی۔ سب سے پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ کی امت داخل ہوگی۔

محبت رسول ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا:۔

"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ
حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔" (بخاری کتاب الایمان جلد اول)

(اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے
کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ
اور اس کی اولاد بلکہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔)
ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اس کے نفس
سے بھی زیادہ اس کو میں محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہیں اس میں ایمان کی شیرینی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ :-
"اَنْ یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا ......
الخ" (بخاری کتاب الایمان جلد ۱ ص)
(اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص (اعرابی) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی "مَتَی السَّاعَۃُ" (قیامت کب آئے گی؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ "مَا اَعْدَدْتَ لَھَا؟" (تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟) اس بدوی نے جواب دیا۔ "لَا شَیْئَ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" (کہ اور تو کچھ تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے) اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" (بروز قیامت تو اس کی معیت حاصل ہو گی جس سے تو محبت کرتا ہے۔)

ایک حدیث میں ہے کہ اس بدوی نے جواب دیا کہ میں نے نماز۔ روزہ اور صدقہ کے ذریعہ تو قیامت کی کوئی تیاری نہیں کی۔ "وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" (البتہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہوں)

(بخاری جلد ۲ فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارفع مقام

از افاضات:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مظہر الہٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"کئی مقام پر قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں .... سو دیکھو اس نام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۹-۲۳۰ حاشیہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم   آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

(احمد کی شان کو سوائے خداوندِ کریم کے کون جان سکتا ہے وہ اپنے آپ سے اس طرح جدا ہو گئے کہ میم درمیان سے گر گیا۔ یعنی "احمد" سے "احد" ہو گیا۔

زاں نمط شد محوِ دلبر کز کمالِ اتحاد   پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم

(وہ اپنے معشوق میں اس طرح محو ہو گئے کہ کمالِ اتحاد کی وجہ سے ان کی صورت بالکل ربِّ رحیم کی صورت بن گئی)

بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک   ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم

(محبوبِ حقیقی کی خوشبو اس کے چہرہ سے آ رہی ہے اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کی مظہر ہے)

در رہِ عشقِ محمد این سر و جانم رود   این تمنا این دعا این در دلم عزمِ صمیم

(محمدؐ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں یہی میری تمنا ہے یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے)

(توضیح مرام صفحہ ۲۳)

فرمایا۔

"مصطفےٰ آئینۂ روئے خداست   منعکس در وے ہمہ خوئے خداست

(حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ہی تمام صفات منعکس ہیں)

گر ندیدستی خدا۔ او را ببیں   من رآنی قد رأی الحق ایں یقیں

(اگر تو نے خدا کو نہیں دیکھا تو اسے دیکھ یہ حدیث یقینی ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا)

از طفیلِ اوست نورِ ہر نبی   نامِ ہر مرسل بنامِ او جلی"

(ہر نبی کا نور اس کے طفیل سے ہے اور ہر رسول کا نام اس کے نام کی وجہ سے روشن ہے)

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۲)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"عند العقل قربِ الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہرِ اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے۔ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلّم ہے ۔۔

جس کی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منوّر کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کرکے نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں۔ و

لِلّٰہِ دَرُّ الْقَائِل ؎

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا — کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں — کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشوائی کے لئے قبول کیا۔ اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰی قَلْبَنَا لِحُبِّہٖ وَلِحُبِّ رَسُوْلِہٖ وَجَمِیْعِ عِبَادِہِ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

تا بر دلم نظر شد از مہر ماہ ما را — گردست سیم خالص قلب سیاہ ما را
(جب میرے دل پر میرے چاند نے محبت کی نظر ڈالی تو میرے سیاہ دل کو خالص چاندی بنا دیا)
لطفش ہمیشہ دلبر ہر دم مرا بخواند — ہر چند می رمند ایں انیار راہ ما را
(دلبر کی مہربانی ہمیشہ مجھے بلا رہی ہے ہر چند کہ یہ لوگ میرے راستہ میں روکیں پیدا کرتے ہیں)
در کوئے دلستانم چوں خاک گشت روز — دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہ ما را
(میں تو دن رات اپنے معشوق کے کوچہ میں خاک کی طرح پڑا رہتا ہوں اس سے بڑھ کر ہماری عزت و جاہ کی اور کیا علامت ہو سکتی ہے) (سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص ۲۲۱ تا ۲۲۵)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- ؎

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں — محمد است فروزندہ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا — خدا نما است وجودش برائے عالمیاں
(کتاب البریہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"ایک شخص آئینہ صاف میں اپنا منہ دیکھ کر اس شکل کو اپنی شکل کے مطابق پاتا ہے نہ وہ مطابقت اور مشابہت اس کی شکل سے نہ کسی غیر کو کسی حیلہ یا تکلّف سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ کسی فرزند میں ایسی ہو بہو مطابقت پائی جاتی ہے اور یہ مرتبہ کس کے لئے میسّر ہے اور کون اس کامل درجہ قرب سے موسوم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسی کو میسّر آتا ہے کہ جو الوہیت و عبودیت کے دونوں قوسوں کے بیچ میں کامل طور پر ہو کر دونوں قوسوں میں ایسا شدید تعلق پکڑتا ہے کہ گویا ان دونوں کا عین ہو جاتا ہے اور اپنے نفس کو بکلی درمیان سے اٹھا کر آئینہ صاف کا حکم پیدا کر لیتا ہے اور وہ آئینہ ذوجہتین ہونے کی وجہ سے ایک جہت سے صورت الٰہیہ بطور ظل حاصل کر لیتا ہے اور دوسری جہت سے وہ تمام فیض حسب استعداد و طبائع مختلفہ اپنے مقابلین کو پہنچاتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ پھر نزدیک ہوا (یعنی خدا سے) پھر نیچے کی طرف اترا یعنی مخلوق کی طرف تبلیغ کیلئے نزول کیا پس اسی جہت سے کہ وہ پورا پورا صعود کر کے انتہائی درجہ قرب تام کو پہنچا اور اس میں اور حق میں کوئی حجاب نہ رہا اور پھر نیچے کی طرف اس نے نزول کیا اور اس میں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا یعنی چونکہ وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم و اکمل ہوا اور کمالات انتہائیہ تک پہنچ گیا اس لئے دو قوسوں کے بیچ میں یعنی وتر کی جگہ میں جو قطر دائرہ ہے

اتم واکمل طور پر اس کا مقام ہوا بلکہ وہ قوس الوہیت اور قوس
عبودیت کی طرف اس سے بھی زیادہ تر جو خیال وگمان وقیاس میں نہیں
آسکتا نزدیک ہوا مثلاً صورت اِن دو قوسوں کی یہ ہے:-

قوس اعلیٰ
وجود قدیم
قوس اسفل
(وجود حادث و ممکن)
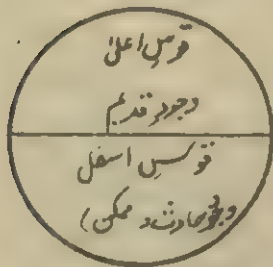
اس شکل میں جو خط مرکز دائرہ کو
قطع کرتا ہے یعنی جو قطر دائرہ ہے
وہی قاب قوسین یعنی دونوں قوسوں
کا وتر ہے۔ جاننا چاہیے کہ دونوں
قسم کے وجود واجب اور ممکن کے
ایک ایسے دائرہ کی طرح ہیں کہ جو
خط گزندہ بر مرکز سے دو قوسوں پر منقسم ہو۔ وہی خط جو قطر دائرہ
ہے جس کو قرآن شریف میں قاب قوسین سے تعبیر کیا ہے اور علم
علم ہندسہ میں اس کو وتر قوسین کہتے ہیں وہ ذات مفیض اور
مستفیض میں بطور برزخ واقع ہے کہ جو اپنے اخص کمال میں جو
انتہائی درجہ کمالات کا ہے نقطہ مرکز دائرہ سے جو وتر قوس کا وسطی
نقطہ ہے مشابہت رکھتا ہے یہی نقطہ تمام کمالات انسان کامل کا
دل ہے جو قوس الوہیت و عبودیت کی طرف بخطوط مساویہ
نسبت رکھتا ہے اور یہی نقطہ ارفع نقاط ان خطوط عمودیہ کا
ہے جو محیط سے قطر دائرہ تک کھینچے جائیں۔ اگرچہ وتر قوسین
اور بہت سے ایسے نقاط تالیف یافتہ ہیں جو درحقیقت کمالات
روحانیہ صاحب وتر کے صور محسوسہ ہیں لیکن بجز ایک نقطہ مرکز
کے اور جس قدر نقاط وتر ہیں ان میں دوسرے انبیاء و رسل و ارباب

صدق و صفا بھی شریک ہیں اور نقطہ مرکز اس کمال کی صورت ہے کہ جو
صاحب وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے اعلیٰ و ارفع و اخص
و ممتاز طور پہ حاصل ہے جس میں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی اس
کا شریک نہیں۔ ہاں اتباع و پیروی سے ظلّی طور پر شریک ہو سکتا ہے۔
اب جاننا چاہیئے کہ دراصل یہی نقطۂ وسطی کا نام حقیقتِ محمدیہ
ہے جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع و اصل ہے اور
درحقیقت اسی ایک نقطہ سے خطِ وتر انبساط و امتداد پذیر
ہوا ہے اور اسی نقطہ کی روحانیت تمام خطِ وتر میں ایک ہویت
ساریہ ہے جس کا فیضِ اقدس اس سارے خط کو تعین بخش ہو گیا ہے عالم جبر کو متصوفین حکماء اسی سے تعبیر
کرتے ہیں اس کا اوّل و اعلیٰ مظہر جس سے وہ علی وجہ التفصیل
صدور پذیر ہوا ہے یہی نقطۂ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات
اہل اللہ میں نفسی نقطۂ احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ نام رکھتے ہیں اور
فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اوّل کے نام سے بھی موسوم کیا گیا
ہے اور اسی نقطہ کو دوسرے وتری نقاط کی طرف وہی نسبت
ہے جو اسم اعظم کو دوسرے اسماء الٰہیہ کی طرف نسبت واقعہ ہے
غرض یہی سرچشمۂ رموز غیبی و مفتاح کنوز لاریبی اور انسانِ کامل دکھلانے کا آئینہ یہی نقطہ ہے
اور تمام اسرار مبدء و معاد کی علت غائی اور ہر ایک زیر و بالا کی پیدائش کی لمیت یہی ہے
جس کے تصور بالکنہ و تصور بکنہہ سے تمام عقول و افہام بشریہ عاجز ہیں اور جس طرح ہر یک
حیات خدا تعالیٰ کی حیات سے مستفاض اور ہر یک وجود اسکے وجود
سے ظہور پذیر اور ہر یک تعین اس کے تعیّن سے خلعت پوش
ہے ایسا ہی نقطۂ محمدیہ جمیع مراتب اکوان اور خطائر امکان

میں باذنہٖ تعالیٰ حسب استعدادات مختلفہ و طبائع متفاوتہ مؤثر
ہے اور چونکہ یہ نقطہ جمیع مراتب الٰہیہ کا ظلّی طور پر اور جمیع مراتب
کونیہ کا عینی و اصلی طور پر جامع بلکہ انھیں دونوں کا مجموعہ ہے
اس لئے یہ ہر یک مرتبہ کونیہ پر جو عقول و نفوس کلیہ و جزئیہ
و مراتب طبعیہ الی آخر تنزلات وجود سے مراد ہے اجمالی
طور پر احاطہ رکھتا ہے ایسا ہی ظلّ الوہیت ہونے کی وجہ سے
مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو
اپنے اصل سے ہوتی ہے اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیوٰۃ۔ علم۔ ارادہ
قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام معہ اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل طور پر
اس میں انعکاس پذیر ہیں اسی نقطہ مرکز کو جو برزخ بین اللہ و بین
الخلق ہے یعنی نفس نقطہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مجرد کلمہ اللہ کے مفہوم تک محدود نہیں کر سکتے جیسا کہ مسیح کو اسی
نام سے محدود کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ نقطہ محمدیہ ظلی طور پر مستجمع جمیع
مراتب الوہیت ہے۔ اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو
ابن سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بباعث اسی نقصان کے جو ان میں باقی
رہ گیا ہے کیونکہ حقیقت عیسویہ مظہر اتم صفات الوہیت نہیں ہے
بلکہ اس کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔ برخلاف حقیقت محمدیہ کے
کہ وہ جمیع صفات الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے جس کا ثبوت عقلی و نقلی
طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اسی وجہ سے تمثیلی بیان میں ظلی
طور پر خدائے تعالیٰ و قدوس ذوالجلال سے آنحضرت صلعم کو آسمانی کتابوں میں تشبیہہ
دی گئی ہے" (سرمہ چشم آریہ ۲۱۴ تا ۲۲۹ حاشیہ)

فرمایا: "وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتبہ اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ۔ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

محمد ہست برہان خدا را

کہ ہرگز چنو شے بگیتی نخاست"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا۔ وہ انسان کامل کہلایا۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس

کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام
الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
سلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود
بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان
نبی دنیا میں نہ آتا تو جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے
جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا
وغیرہ وغیرہ۔ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ
سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے یہ اسی نبی کا
احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔"

(اتمام الحجۃ صفحہ ۲۹)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دین کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۶)

فرمایا:۔

"اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدادانی کی متاع، سو گم گئے داعی

سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے ان کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا۔ پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لیے نشان ظاہر کئے کہ ان کو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی کردی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی امت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ ان کے صحبت یاب ناقص رہے پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں[1]۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی

---

[1] یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے ہم نے دیکھ لیا کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبت کرتا ہے۔

وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لیئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ؟ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶)

ے یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

تمام ان اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی تو خلقِ عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورے میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاقِ کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۳) فرمایا ہے۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت

کی کیفیت ان میں پھونک دی اور پیچھے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا
کر دیا وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کیے گئے اور چیونٹیوں
کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک
مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔"

(لیکچر سیالکوٹ" ص ۲۹)

فرمایا: "وہ ایک خارستان تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم
رکھا اور ظلمت کی انتہا ہو چکی تھی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک
گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا
چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے ان
میں وہ دل اور وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو ملی تھی اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ
نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے
ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلت
کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں
ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں
بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ، ورنہ مل
کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ
اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (الحکم ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء ص ۵)

۵ ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال   لاجرم شد ختم بر پیغمبرے۔

فرمایا: "جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک ہی مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام رسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہ مل سکتی تھی۔" (سراج منیر ص۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:۔

"کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ"

(ازالۂ اوہام ص۲۶۲)

یعنی ہر ایک جو اس عاجز پر بہ پیرایہ الہام و کشف وغیرہ نازل ہو رہا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے اور ان کے توسط سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا:۔

"پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"

(تذکرہ ص۱۰۲)

فرمایا:۔ "نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔۔۔۔۔ نجات یافتہ کون ہے وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۶)

فرمایا:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۲)

فرمایا:-

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس

اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں"
(تریاق القلوب ص۳۵)

فرمایا:۔
"میں اسی (خدا) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا اور پھر اسحاقؑ اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریمؑ سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک ——— وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں ہرگز کبھی یہ شرف، مکالمہ و مخاطبہ کا نہ پاتا۔"
(تجلیات الٰہیہ ص۱۹-۲۰)

فرمایا:۔
"میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصل اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب اور تمام صفات جمیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں۔ میری تمام خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدانہ نمیں

کسی نے سچ کہا ہے ؎

عیسیٰ کے معجزوں نے مُردے جلا دیئے
محمدؐ کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیئے

کیا کہا ہے ؎ . خاکپائے مصطفیٰؐ بہتر ہے ہر اکسیر سے
سینکڑوں زندہ مسیحا اس کی خاک کی تاثیر سے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان اور معجزات ملے وہ صرف اس زمانہ تک محدود نہ تھے بلکہ قیامت تک ان کا سلسلہ جاری ہے اور پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گذشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت اُن پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی"

(خاتمہ چشمۂ معرفت ص۹)

فرمایا:—

"خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض

کا اپنے تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے کہ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اس کی حمایت میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ)

فرمایا:- "کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۳۸)

فرمایا:- "اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۷)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی

دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بےکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۰)

متفرق اشعار

از

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

تیرا میخانہ جو اک مرجعِ عالم دیکھا — خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش — جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا — نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسُلؐ — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۴، ۲۲۶)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلینؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۲۳)

فرمایا:-

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے — میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے — دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیاء یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص [illegible])

"القصیدہ" کے چند اشعار

فرمایا "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ
یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

اے اللہ کے فیض اور عرفان کے چشمے۔ مخلوق پیاسوں کی طرح تیری طرف دوڑتی ہے

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ
تَھْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ

اے انعام کرنے والے اور احسان کرنے والے خدا کے فضل کے سمندر لوگ گروہ در گروہ کوزے لیکر تیری طرف تیزی سے آتے ہیں

یَا شَمْسَ مُلْکِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ
نَوَّرْتَ وَجْہَ الْبَرِّ وَالْعُمْرَانِ

اے ملک حسن و احسان کے سورج تو نے خشکی اور آبادیوں کو روشن کر دیا

قَوْمٌ رَأَوْکَ وَاُمَّۃٌ قَدْ اُخْبِرَتْ
مِنْ ذٰلِکَ الْبَدْرِ الَّذِیْ اَصْبَانِیْ

ایک قوم تیرے دیدار سے مشرف ہوئی اور ایک جماعت نے اس بدر کی خبر سنی جس نے مجھے اپنا فریفتہ بنایا

یَبْکُوْنَ مِنْ ذِکْرِ الْجَمَالِ صَبَابَۃً
وَتَاَلُّمًا مِنْ لَوْعَۃِ الْھِجْرَانِ

وہ تیرے جمال کی یاد بوجہ عشق کے روتے ہیں اور جدائی کی جلن اور فراق کی سوزش سے اور دکھ سے روتے ہیں

یَا مَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِہٖ وَضِیَائِہٖ
کَالنَّیِّرَیْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ

اے وہ جو اپنے نور اور روشنی میں سورج چاند کی طرح ہے اور اپنے نور سے دن اور رات کو روشن کر دیا ہے

یَا بَدْرَنَا یَا اٰیَۃَ الرَّحْمٰنِ
اَھْدَی الْھُدَاۃِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے چودھویں رات کے چاند اے خدا کے نشان اے سب ہادیوں سے بڑے ہادی اور سب بہادروں سے بڑے بہادر

إني أرى في وجهك المتهلل شأنًا يفوق شمائل الإنسان

یقیناً میں آپ کے روشن چہرہ میں ایک شان دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل سے فوقیت رکھتی ہے

أحييت أموات القرون بجلوة ماذا يماثلك بهذا الشان

تونے صدیوں کے مردے ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دئیے کون ہے جو اس شان میں آپکی مثل ہو سکے

وجه المهيمن ظاهر في وجهه وشئونه لمعت بهذا الشان

اللہ کا چہرہ ان کے چہرہ میں نظر آتا ہے اور ان کے تمام حالات اسی شان سے چمکتے ہیں

فاق الورى بكماله وجماله وجلاله وجنانه الريان

وہ سب مخلوقات سے اپنے کمال اور حسن و جمال اور اپنے جلال اور اپنے شاداب دل کے سبب فوقیت رکھتے

لا شك أن محمدًا خير الورى ريق الكرام ونخبة الأعيان

بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام مخلوقات سے بہتر ہیں وہ شرفاء کی روح رواں اور چیدہ بزرگوں کی قوت و جان ہیں

تمت عليه صفات كل مزية ختمت به نعماء كل زمان

ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ میں پورے طور پر موجود ہیں اور آپ پر ہر زمانہ کی نعمت ختم ہے۔

والله إن محمدًا كردافة وبه الوصول بسدة السلطان

اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو گھوڑ سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کی مانند ہیں اور آپ ہی کے ذریعہ شاہی دربار تک رسائی ہو سکتی ہے

هو فخر كل مطهر ومقدس وبه يباهي العسكر الروحاني

وہ ہر مطہر و مقدس کے لئے باعث فخر ہیں اور روحانی لشکر آپ ہی کے وجود باجود پر ناز کرتا ہے۔

هو خير كل مقرب متقدم والفضل بالخيرات لا بزمان

وہ ہر پہلے مقرب سے افضل ہیں اور فضیلت تو خوبیوں اچھے کاموں پر ہے نہ کہ زمانہ پر

قد مات عيسى مطرقًا ونبينا حي وربي إنه وافاني

حضرت عیسیٰ تو سر جھکائے وفات پا گئے اور ہمارے نبی زندہ ہیں خدا کی قسم وہ یقیناً مجھ سے ملے بھی ہیں

إني لقد أحييت من إحيائه واهًا لإعجاز فما أحياني

یقیناً میں آپ کے زندہ کرنے سے زندہ ہوا ہوں سبحان اللہ کیا عمدہ اعجاز ہے اور مجھکو کیا خوب زندہ کیا۔

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا — فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے رب اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج۔ اس دنیا میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی درود بھیج۔

لِلّٰہِ دَرُّكَ يَا إِمَامَ الْعَالَمِ — أَنْتَ السَّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ

تجھے آفرین ہے اے جہانوں کے امام! تم سب سے آگے بڑھنے ہوئے اور تمام بہادروں کے سردار ہو

أُنْظُرْ إِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَّتَحَنُّنٍ — يَا سَيِّدِيْ أَنَا أَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

مجھ پر رحم اور شفقت کی نظر فرما اے میرے آقا میں آپ کا ایک حقیر ترین غلام ہوں

يَا حِبِّ إِنَّكَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً — فِيْ مُهْجَتِيْ وَمَدَارِكِيْ وَجَنَانِيْ

اے میرے پیارے حبیب تیری محبت میری جان اور میرے ہوش و حواس اور میرے دل میں داخل ہو کر رچ بس گئی ہے

مِنْ ذِكْرِ وَجْهِكَ يَا حَدِيْقَةَ بَهْجَتِيْ — لَمْ أَخْلُ فِيْ لَحْظٍ وَّلَا فِيْ آنٍ

اے میری زندگی اور خوشی کے باغ تیرے چہرے کی یاد سے میں ایک لمحہ بلکہ ایک لحظہ بھی خالی نہیں ہوتا

جِسْمِيْ يَطِيْرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا — يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم غالب شوق کی وجہ سے آپ کی طرف اڑنا چاہتا ہے اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص۵۹۰، ۵۹۴)

متفرق اشعار

وَذِكْرُ الْمُصْطَفٰى رُوْحٌ لِّقَلْبِيْ — وَصَارَ لِمُهْجَتِيْ مِثْلَ الطَّعَامِ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میرے دل کا آرام اور میری جان کے لئے مثل طعام ہے

وَمَوْتِيْ فِيْ سَبِيْلِ الْمُصْطَفٰى خَيْرُ مِيْتَةٍ — فَإِنْ فُزْتُهَا أُحْشَرْ بِالْمُقْتَدٰى

میری موت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں اچھی موت ہے اگر میں اس سے فیضیاب ہوں تو حشر کے روز میں اپنے مقتدیٰ کے ساتھ اٹھوں گا۔

إِنِّيْ أَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِيْ — يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِيْ

میں مر جاؤں گا اور میری محبت نہیں مرے گی میری قبر سے جو آواز تیرے ذکر و یاد میں نکلے گی اس سے ہی میں پہچانا جاؤں گا۔

فرمایا:

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم | گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
خدا کے بعد میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار رہتا ہوں اگر یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں

ہر تار و پودِ من بسراید بعشقِ او | از خود تہی و از غمِ آں دلستاں پرم
میرا ہر رگ و ریشہ اس کے عشق میں گا رہا ہے میں اپنی خواہشات سے خالی اور اس معشوق کے غم سے بھرا ہوا ہوں

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰؐ | ایں است کامِ دل اگر آید میسرم
میری جان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی راہ میں فدا ہو یہی میرے دل کی مراد ہے کاش وہ میسر آ جائے

فرمایا:- (ازالہ اوہام ص۱۵۶)

قدوم جو شد ثنائش سرورے | آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
پیر صاحب میں اس سردار کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ہمسر نہیں رکھتا

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل | آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے
وہ جس کی جان خدائے ازلی کی عاشق ہے وہ جس کی روح اسی دلبر تک واصل ہے (دلی ہوئی)

آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم | آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے
وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحرِ عظیم ہے اور کمال لطف میں ایک نایاب موتی ہے

آں رخِ فرخ کہ یک دیدارِ او | زشت رو را میکند خوش منظرے
اس کا مبارک چہرہ ایسا ہے کہ اس کا دیدار بدصورت کو حسین بنا دیتا ہے

آں دلِ روشن کہ روشن کردہ است | صد درونِ تیرہ را چوں اخترے
وہ ایسا روشن ضمیر ہے جس نے سینکڑوں سیاہ دلوں کو تاروں کی طرح روشن کر دیا۔

آں مبارک پے کہ آمد ذاتِ او | رحمتے زاں ذاتِ عالم پرورے
وہ ایسا مبارک قدم ہے کہ اس کی ذات خدا کی طرف سے رحمت بن کر آئی ہے

احمدِ آخر زماں کز نورِ او | شد دلِ مردم زخور تاباں ترے
اس احمد آخر زمان کے نور سے لوگوں کے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے

آفتاب و مہ چہ می ماند بدو — در دلش از نور حق صد نیرے

سورج اور چاند اس سے کہاں مشابہت رکھتے ہیں اس کے دل میں تو خدائی نور سے سینکڑوں سورج روشن ہیں

یک نظر بہتر از عمر جاوداں — گر فتد کس را براں خوش پیکرے

ہمیشہ کی زندگی سے ایک نظر بہتر ہے — اگر کسی کی اس پیکر حسن پر پڑ جائے

منکہ از حسنش ہمے دارم خبر — جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں جو اس کے حسن کی خبر رکھتا ہوں اس پر اپنی جان قربان کرتا ہوں جبکہ دوسرا آدمی صرف دل دیتا ہے

مے پریدم سوئے کوئے او مدام — من اگر مے داشتم بال و پرے

میں ہمیشہ اس کے کوچہ میں اڑتا پھرتا — اگر میں بال و پر رکھتا

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال — لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہوگیا — اس لئے اس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہوگیا

آمدہ بہر زمین و ہر زماں — رہبر ہر اسود و ہر احمرے

وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آیا ہے — اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے

سالکاں را نیست غیر از وے امام — رہرواں را نیست جز وے رہبرے

سالکوں کے لئے اس کے سوا کوئی امام نہیں - راہ حق کے متلاشیوں کے لئے اس کے سوا کوئی رہبر نہیں

او چہ محتاج است بر مدح کس نیاز — مدح او خود فخر ہر مدحت گرے

ایسے کسی کی تعریف کی کیا حاجت ہے — اس کی مدح ہر مدح کرنے والے کے لئے باعث فخر ہے

ہست او در روضہ قدس و جلال — وز خیال مادحاں بالاترے

وہ پاکیزگی اور جلال کے گلستان میں متمکن ہے — اور تعریف کرنے والوں کے وہم سے بالاتر ہے

اے خدا بروے سلام ما رساں — ہم برادرانش ز ہر پیغمبرے

اے خدا ہمارا سلام ان تک پہنچا دے — نیز ان کے بھائی ہر پیغمبر کو بھی سلام پہنچا

انبیا روشن گہر ہستند لیک — ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے

تمام انبیاء روشن فطرت رکھتے ہیں مگر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ روشن ہے

اے خداوندم بنامِ مصطفیٰؐ ۔ کش شدہ در ہر مقامے ناصرے
اے میرے خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جس کا تو ہر مقام پر مددگار رہا ہے۔ مجھے [illegible]
دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم ۔ در مہمّ باش یار و یاورے
اپنے لطف و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ لے اور میرے کاموں میں میرا دوست اور مددگار بن جا
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من ۔ ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے
میں تیری قوت پر بھروسہ رکھتا ہوں نیز۔ میں خود خاک کی طرح ہوں بلکہ اس سے بھی کمتر ہوں
(براہین احمدیہ حصہ ۱ دیباچہ ص [illegible])
فرمایا۔
جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ۔ خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
میری جان اور دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر قربان ہے
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش ۔ در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است
میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا ہر جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا شہرہ ہے
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم ۔ یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
یہ معارف کا دریائے رواں جو میں مخلوقِ خدا کو دے رہا ہوں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ ست ۔ ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است
یہ میری آگ محمدؐ کے عشق کی آگ کا ایک حصہ ہے اور یہ میرا پانی محمدؐ کے مصفّا اور میٹھے پانی سے لیا ہوا ہے
(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء)
فرمایا۔
عجب نوریست در جانِ محمدؐ ۔ عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب قسم کا نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ۔ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
میں دونوں جہان میں کسی شخص کو نہیں جانتا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را ۔ کہ باشد از عدوانِ محمدؐ
اللہ تعالیٰ خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں میں سے ہو

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر تو نفس کی بدمستی سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مستانوں میں سے ہو جا

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تہِ دل سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ثنا خواں بن جا

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ ہی خود محمدؐ کی دلیل ہے

سرِ دارم فدائے خاکِ احمدؐ — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمدؐ کی خاکِ پا پر نثار ہے۔ میرا دل ہر وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہے

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرے پر قربان ہوں

دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہ پھیروں گا۔

دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں تو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ میں پڑھا ہوا ہوں

بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ

مجھے کسی اور معشوق سے واسطہ نہیں ہے میں تو محمدؐ کے ناز و ادا کا مقتول ہوں

تو جانِ ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

تو نے عشق کی وجہ سے میری جان کو روشن کر دیا اے محمدؐ کی جان تجھ پر میری جان فدا ہو

دریغ گر دہم صد جاں دریں راہ — نباشد نیز شایانِ محمدؐ

اگر اس کی راہ میں سو جانوں سے بھی قربان ہو جاؤں تو بھی مجھے یہ افسوس رہے گا کہ یہ محمدؐ کی شایانِ شان نہیں ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹۱ تا صفحہ ۲۹۳)

منہ از فردوسم حکایت کن نہ از آلام نار — کز غم دیں محمدؐ ے زنیم شوریدہ وار

تو مجھ سے جنت کا ذکر کر نہ دوزخ کی تکالیف کا کیونکہ میں تو محمدؐ کے دین کے غم میں دیوانوں کی طرح ہوں

فرمایا:- ———————— (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳)

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار — کآخر کنند دعوئے حبِ پیمبرم

تاہم اے دل تو ان لوگوں کا بھی خیال رکھ کیونکہ آخر تیرے پیغمبرؐ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰؐ — ایں است کامِ دل اگر آید میسرم

میری جان مصطفےٰؐ کے دین کی راہ میں فدا ہو یہی میرے دل کا مدعا ہے کاش میسر آ جائے

(ازالہ اوہام ص ۱۵۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائیبل کی پیشگوئیاں

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ"

(اعراف - ۱۵۸)

(وہ لوگ جو ہمارے اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور امی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ان کے پاس لکھا ہوا موجود ہے وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے)

تورات (عہد نامہ عتیق) کی پیشگوئیاں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:— "وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ" (احقاف ۱۰)
(بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (موسیٰ) یہ گواہی دے چکا ہے کہ اس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا)

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ گواہی استثناء ۱۸/۱۵ میں ہے کہ:—
"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان دھریو"

پھر لکھا ہے کہ
"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنیگا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے گا"
(استثناء ۱۸ : ۱۸ تا ۲۰)

یہاں "بھائیوں میں سے" مراد بنی اسرائیل کے بھائی بنو اسماعیل ہیں۔
(پیدائش ۱۶/۱۲، ۲۵/۱۸)

"اس نے کہا خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"

یہاں "سینا" سے مراد معروف وادی ہے جہاں کوہِ طور ہے اور جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدا ظہور ہوا۔ اور "شعیر" سے مراد یروشلم کا ایک پہاڑ ہے اور بیت اللحم کا علاقہ ہے جہاں حضرت مسیحؑ مبعوث ہوئے۔ "فاران" سے مراد مکہ ہے جہاں پہاڑیاں ہیں اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ بائبل نے حضرت اسمٰعیلؑ کا فاران کے بیابان میں رہنے کا ذکر کیا ہے (پیدائش ۲۱: ۱۴ تا ۲۱)۔ "دس ہزار قدسیوں کے ساتھ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ وہ دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ آئے تھے مکہ فتح کیا۔ (بخاری جلد ۳ کتاب المغازی عن ابن عباسؓ) "آتشی شریعت" سے مراد نورانی اور آسمانی شریعت یعنی قرآن مجید ہے جو گناہ سوز ہے اور جس پر عمل کرنے سے جذبات نفسانیہ جل جاتے ہیں اور انسان کا دل خدا کا عرش بن جاتا ہے۔ حضرت مسیحؑ اسی شریعت کے مصدق نہیں ہو سکتے کیونکہ انہوں نے پرانی شریعت ہی کی تبلیغ کی بلکہ کہا:-

"یہ مت سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے آیا ہوں۔ میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں" (متی ۵: ۱۷)

یسعیاہ نبی کی کتاب ۲۱: ۱۳ تا ۱۷ میں ہے:-

"عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے۔ اے ددانیوں کے قافلو! پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو ...... فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔ کہ

خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔"

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا ذکر ہے۔ "ددان" حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے یقسان کے بیٹے کا نام ہے جو سبا کا بھائی تھا ان کی اولاد ملک یمن اور حجاز کے عرب میں پھیلی ہوئی تھی لہذا ددان عرب ان میں سے تھے۔ "تیما" حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نویں بیٹے کا نام تھا جن کی اولاد مدینہ میں آباد تھی ہجرت پر مدینہ کے انصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کا شاندار استقبال کیا، ان کے لئے رہائش اور کھانے کا انتظام کیا اور ہجرت سے ایک برس بعد جنگ بدر ہوئی جس میں قیدار (بنی حضرت اسماعیلؑ کے دوسرے بیٹے کی اولاد قریش جو کہ حجاز (مکہ) میں آباد تھے) مسلمانوں سے برسرپیکار ہوئے انھوں نے مسلمانوں کے تیروں سے شکست فاش کھائی ان کے ابو جہل ولید وغیرہ گیارہ سردار مارے گئے اور قیدار کی شوکت و حشمت کا خاتمہ ہو گیا گویا قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور پھر مسلمانوں کا رعب جم گیا۔

(۴) یسعیاہ نبی کی کتاب ۹ : ۶-۷ میں ہے :-

"ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مشیر خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ۔ سلامتی کا شہزادہ۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کو کچھ انتہا نہ ہوگی۔" یہاں ایک بیٹا سے مراد حضرت مسیحؑ نہیں ہو سکتے، کیونکہ حضرت مسیحؑ اکیلے نہیں تھے بلکہ ان کے اور بھی بہن بھائی تھے۔ اپنے باپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیٹا تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد عرب کی کل سلطنت کے بادشاہ بن گئے تھے آپ نے عجیب معجزات و نشانات پیش کئے، آپ مشیر بھی تھے یعنی اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (سورہ ۴۲: ۳۸) پر عمل کرتے تھے آپ "خدائے قادر کے مظہر اتم تھے فرمایا۔

لے پیدائش ۲۵: ۲-۳ ۔ ۲ے پیدائش ۲۱: ۱۲، ۱۳ ۔ متی ۲۵: ۱۴۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى[1]۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ[2]۔ اس میں آنحضرتؐ کا پتھر پھینکنا خدا کا پتھر پھینکنا اور آنحضرتؐ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ قرار دیا گیا ہے

آپؐ نے قرآن مجید، شریعت، ابدیت یعنی قیامت تک کے لئے پیش کی۔ آپؐ سلامتی کے شہزادہ تھے یعنی آپ اسلام کے بادشاہ تھے۔ آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی سلامتی بخشی تھی۔ اپنے متبعین کا نام مسلمان رکھا اور حکم فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے ملو تو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہو۔ آپ نے ظلم و ستم ختم کر کے ملک میں امن و سلامتی قائم کی۔ آپ نے ایسا عدل و انصاف قائم کیا جس کی نظیر نہیں مل سکتی

(۵) یسعیاہ نبی کی کتاب ۲۸ : ۹ تا ۱۱ میں ہے:

"وہ کس کو دانش سکھائے گا۔ کس کو وعظ کر کے سمجھا دے گا ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا جو چھاتیوں سے جدا کئے گئے کیونکہ حکم پر حکم، حکم پر حکم، قانون پر قانون، قانون پر قانون ہوتا جاتا ہے۔ تھوڑا یہاں، تھوڑا وہاں۔ ہاں وہ وحشی کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کرے گا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں احکام و قوانین ہیں۔ قرآن مجید تیئیس برس میں بتدریج "تھوڑا تھوڑا" نازل ہوا کچھ مکہ اور کچھ مدینہ میں۔ وحشی سے مراد عربی زبان تھی جو بنی اسرائیل کے لئے اجنبی تھی اور قرآن عربی زبان میں نازل ہوا

(۶) یسعیاہ نبی کی کتاب ۴۲ : ۹ تا ۱۴ میں ہے:—

"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا ہوں۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا اور اپنی صدا بلند نہ کرے گا۔ اور

---

[1] انفال ۱۸، [2] فتح ۱۱

اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑیگا اور دھکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ عدالت کو جاری کرائے گا کہ دائم رہے اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا۔ جبتک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں .... اے بحری ممالک اور ان کے باشندو! تم زمین پر سراسر اس کی ستائش کرو بیابان اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں گے سلع کے بسنے والے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے اور بحری ممالک میں اس کی ثنا خوانی کریں گے۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اکسائیگا۔ وہ چلائیگا ہاں وہ جنگ کے لئے بلائیگا۔ وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کرے گا۔"

یہ پیش گوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی دعوں چسپاں ہوتی ہے۔

"میرا بندہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ بنائے اسلام میں کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں اپنے آپ کو خدا کا "بندہ" قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود کو نہ خدا کہا نہ خدا کا بیٹا۔

"روح اس پر رکھی" روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے کلام الٰہی نازل فرماتے فرمایا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ[1] "قوموں میں عدالت" کے متعلق فرمایا:- اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ[2] "اسے زوال نہ ہوگا" یعنی آپ کی شریعت کامل عالمگیر اور دائمی ہے۔ "مسلا جائے گا جبتک راستی کو زمین پر قائم نہ

---

[1] شعراء ۱۹ - [2] نساء ۲۶

کرلے" میں اس طرف اشارہ ہے کہ دشمن آپؐ کو قتل کرنے پر قادر نہ ہوا فرمایا
وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" "بحری ممالک" سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام
ان ممالک اور جزائر میں بھی پھیلے گا جن میں بحری سفر کرکے جانا پڑے گا۔ اور بحری
ممالک کے باشندے آپؐ پر درود پڑھ کر خدا کی رضا حاصل کریں گے "قیدار"
کے معنی ہیں "اونٹوں والا"۔ حضرت اسماعیلؑ کے دوسرے بیٹے کا نام ہے جو حجاز مکہ
میں آباد تھے وہ حجاز کے صحرا میں اونٹ پال کر گزارہ کرتے تھے۔ ان میں نبی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے آپ نے پہلے پہل خدائے عزوجل کی آواز بلند کی۔
"سلع کے بسنے والے گیت گائیں گے" "سلع مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے
اسی وجہ سے اہل مدینہ کو سلع کہا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی تو خواتین نے آپ کی مدح میں گیت گائے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ"

آنحضرت صلعم فحش باتیں نہ کرتے نہ بازار میں اونچی آواز سے کلام کرتے تھے بلکہ
لوگوں کے قصور معاف کرتے (شمائل ترمذی) آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے
دفاعی جنگیں کیں اور دشمنوں کو ناکام کیا اور ملک میں امن و سلامتی قائم کی۔

(۸) یسعیاہ نبی کی کتاب ۶۰: ۱-۷ میں ہے:-
"قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔ اونٹوں کی قطاریں اور
مدیان اور عیفہ کی سانڈنیاں آکر تیرے گرد بے شمار ہوں گی وہ سب
سبا سے آئیں گے اور سونا اور لوبان لائیں گے۔ اور خداوند کی حمد کا
اعلان کریں گے۔ قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی میں اپنی
شوکت کے گھر کو جلال بخشوں گا۔"

ف ۲۸-۲۹ - ۵ پیدائش ۲۵ : ۱۳

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبوراً مکہ سے مدینہ ہجرت کی پھر خدا کے فضل سے
جلال و شوکت سے فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ کے ماحول کا علاقہ بھی فتح کیا
اور بے شمار اونٹ بھیڑیں مال غنیمت میں آئیں "ددان" حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا بیٹا بی بی قتورہ سے تھا اور "عیفہ" ددان کا بیٹا) یعنی ابراہیم کا پوتا تھا۔ "سبا"
دبن لفسان بھی پوتا تھا (پیدائش ۲۵: ۱-۴) یہ سب عرب جو زمین آباد
تھے وہ یا تو جنگ میں مارے گئے یا ان کی اولاد اسلام میں داخل ہوئی۔ ایک مہم میں
حضرت علی رضی اللہ عنہ "سبا" کی طرف گئے بے شمار مال و دولت لائے تھے شوکت کا گھر
مکہ میں بیت الحرام یعنی خانہ کعبہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبلہ قرار
دے کر بزرگی اور جلال بخشا۔ چنانچہ حجی نبی نے بھی کہا تھا ۔

"اس پچھلے گھر کا جلال پہلے گھر کے جلال سے زیادہ ہوگا رب
الافواج فرماتا ہے اور میں اس مکان کو سلام بخشوں گا۔ (حجی ۲/۹)

اور مکاشفہ یوحنا ۳ : ۱۲ میں ہے :۔

"میں اسے جو غالب ہوتا ہے اپنے خدا کی ہیکل کا ستون بناؤں گا
اور اپنے خدا کے شہر یعنی نئے یروشلم کا نام جو میرے خدا کے حضور
سے آسمان سے اترتی ہے اور اپنا نیا نام لکھوں گا جس کا کان ہو
سنے کہ روح کلیساؤں سے کیا کہتا ہے۔"

نیا یروشلم سے مراد مکہ کا نیا قبلہ بیت اللہ شریف ہے اسلام نے خدا کا
نیا نام "رحمٰن" پیش فرمایا۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمٰنِ
قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ (فرقان ۶۰) اور وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
هُمْ كَافِرُونَ ٥ (انبیاء ۳۶) وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ (انبیاء ۱۱۲)

اسعیاہ ۴۲ : ۸ میں ہے :۔

"مبارک وے ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وے تیری ستائش کریں گے
وے بکّا کی وادی میں گزرتے ہیں اسے ایک کنواں بناتے ہیں"۔ (۵) یہ ذکر ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ جو مکہ میں رہتے تھے ان کو "مبارک" کہا:
حج کے دنوں میں خاص طور پر خدا کی تسبیح و تحمید کرتے تھے۔ "بکّا" مکہ کا نام ہے فرمایا
اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ[1]۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت
ہاجرہؓ کے ذریعہ "چاہِ زمزم" ظاہر ہوا گویا ان آیات میں اولادِ اسماعیلؑ مکہ مکرمہ،
بیت الحرام، قبلہ، چاہِ زمزم اور مکہ میں بسنے والے مبارک ہیں۔

(۸) حبقوق نبی کی کتاب ۳ : ۳ تا ۱۳ میں ہے:-

"خدا تیما سے اور وہ جو قدوس ہے کوہِ فاران سے آیا۔ سلاہ۔
اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی
اور اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں
پر وہاں بھی اس کی قدرت درپردہ تھی۔ مری اس کے آگے آگے چلی اور
اس کے قدموں پر آتشی وبا روانہ ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے
زمین کو لرزہ دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو پراگندہ کر دیا اور قدیم
پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھنس گئیں
اس کی قدیم راہیں یہی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کوشان کے خیموں پر بپت
تھی اور زمینِ مدیان کے پردے کانپ جاتے تھے...... تو نے شریر
کے گھر کی چھت گرادی اور اس کی بنیاد بالکل کھود ڈالی۔ سلاہ......
تو نے اسی کے لٹھ سے اس کے بہادروں کے سر پھوڑے"

(حبقوق ۳ : ۱۳)

ان آیات میں "تیما" حضرت اسمٰعیلؑ کے نویں بیٹے کا ذکر ہے، "کوہ فاران"

---

[1] - آل عمران ۹۷

یعنی مکہ سے "قدوس" عرف سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ التحیۃ والسلام
ہی مبعوث ہوئے۔ "زمین اس کی حمد سے معمور"۔ آپ کا نام محمدؐ ہے یعنی تعریف کیا گیا
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور مومن آپ پر ہر دم درود بھیجتے رہتے ہیں۔
عربی انجیل میں ہے :- "امتلأ الارض من تحمید احمد" یعنی "زمین احمدؐ کی
حمد سے بھر گئی" اور قرآن مجید کی نورانی کرنوں سے عرب کی سرزمین "جگمگا اٹھی"۔ "مری اس کے
آگے آگے چلی" یعنی آپ نے فاتحانہ جنگیں کیں جن میں کثرت سے دشمن مرے۔ آپ کی
بددعا سے قحط پڑا اور کثرت لوگ مرے "آپ کی نگاہ" یعنی دعا سے جنگ بدر اور جنگ
احزاب میں دشمن پراگندہ ہو گئے" آپ ہی کے خلفاء حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ
کی اسلامی جنگوں کو شان نہ پایا" یعنی غلطی پھر دے کانپ گئے اور وہ مسلمانوں کے
قبضہ میں آ گئے۔ "قدیم پہاڑ" یعنی طاقتور دشمن قوم کے سردار ابو جہل وغیرہ ہلاک
ہو گئے۔ "اسی کے منہ سے سر پھوڑا" جب جنگ بدر میں ابو جہل مر رہا تھا تو ایک صحابیؓ
نے دیکھا کہ ابو جہل کی تلوار اس کے پاس پڑی ہے۔ اسی صحابیؓ نے اسی کی تلوار سے
ابو جہل کی گردن تن سے جدا کر دی۔ اور حبقوق نبی علیہ السلام کی بڑی شان سے پیشگوئی۔

(۲۰) حضرت سلیمان نبی کی غزل الغزلات ۵ : ۱۰ - ۱۶ میں ہے :-

"میرا محبوب سرخ و سفید۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے
کی مانند کھڑا ہوتا ہے اس کا سر ایسا ہے جیسا چوکھا سونا اس
کی زلفیں پیچ در پیچ اور کوے کی سی کالی ..... ان کے لب سوسن
ہیں جن سے بہتا ہوا مُر ٹپکتا ہے (قد) وہ خوبی میں رشک سرو
ہے۔ اس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز (محمدیم)
ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا ہے یہ میرا جانی ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ "سرخ و سفید" تھا۔ آپ نے اپنے

"دس ہزار صحابہ کرام کی افسری کرتے ہوئے مکہ فتح کیا"۔ "مُر" سے مراد اسلامی شریعت ہے،
یعنی آپؐ کے فرمودہ احکام و قوانین پر عمل کرنے میں ذرا تکلیف تو ہوتی ہے مگر
اس کا نتیجہ نہایت عمدہ ہے جیسے مُر کا مزا کڑوا اور خوشبو عمدہ ہوتی ہے۔ آپؐ
کے بال سیاہ تھے اور قد رشکِ سرو تھا۔ آپؐ کی شیریں بیانی بہت مشہور تھی۔
"سراپا عشق انگیز" دراصل "محمدیم" کا ترجمہ زبان اردو میں کیا گیا ہے جو ہرگز
درست نہیں ہے۔ اس کا انگریزی میں "[illegible]"
ترجمہ کیا گیا ہے در حقیقت عبرانی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ کسی کی عزت و تکریم کی وجہ
سے نام کے آخر پر "یم" (علامت جمع) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ محمد کو محمدیم
کہا اور "الوہ" (خدا) کو "الوہیم" اور بعل کو "بعلیم" لکھا گیا۔ چنانچہ عبرانی
بائبل کے الفاظ یہ ہیں کہ "حِکّو ممتقیم وکلّو محمدیم زہ دودی وزہ رعی۔ بنوت یروشلایم"
یعنی وہ تو ٹھیک محمدؐ ہے میرا خلیل، میرا حبیب یہی ہے اے
دختران یروشلم! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔ اور وہ شخص حضرت محمد
مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جن میں سب بیان کردہ علامات
پائی جاتی ہیں۔ "اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آلِ محمد۔"
(۲) دانی ایل ۲: ۳۵ تا ۴۴ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ:-
"وہ پتھر جس نے اس مورت کو توڑا ایک بڑا پہاڑ بن گیا اور تمام زمین
میں پھیل گیا" آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کرے گا جو تا ابد نیست نہ ہوگی۔
اس میں پتھر سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے ایران روم مصر
شام عراق یمن کی حکومتیں ختم کر دیں اور وہ سب علاقے اسلامی حکومت
میں داخل ہو گئے۔ اس "پتھر" کے بارہ میں زبور ۱۱۸: ۲۲ میں لکھا ہے کہ
"وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کونے کا سرا ہو گیا۔ نیز متی باب ۲۱ میں ہے کہ"

جو اس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ چنانچہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر جو بھی مخالف اٹھا۔ وہ ناکام اور ہلاک ہوا۔

(۱۱) یرمیاہ نبی کی کتاب ۴۹ : ۲۸ میں ہے :۔

"اٹھو قیدار پر چڑھو اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کر دو۔ ان کے
خیموں اور انکے گلوں کو وے لے لیں گے۔ اور ان کے سارے پردوں
اور برتنوں اور ان کے اونٹوں کو وے اپنے لئے لے جائیں گے :۔

یہاں "قیدار پر چڑھائی" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ پر چڑھائی کرنا
اور فتح کرنا ہے اور "پورب" سے مراد حنین اور طائف ہے جو فتح مکہ کے بعد
مغلوب ہوئے ان کے بے شمار اونٹ اور بکریاں و سامان گھریلو مال غنیمت
میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

(۱۲) ملاکی نبی کی کتاب ۳ : ۱ میں ہے :۔

"دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا۔ اور وہ میرے آگے راہ کو درست
کریگا۔ اور خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود
ہوگا۔ ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا۔ رب الافواج
فرماتا ہے۔ پر اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ
نمودار ہوگا۔ کون ہے جو کھڑا رہے۔"

"عہد کا رسول" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آپ نے دعویٰ فرمایا۔ کہ میں
بائیبل کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہوں مگر حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ
یوحنا ایلیا (الیاس) نے تو وہ نبی ہونے سے انکار کیا چنانچہ یہود یوحنا کے پاس
آئے اور انھوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے اور نہ ایلیا۔ اور نہ وہ
نبی ہے تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے (یوحنا ۱ : ۲۵) اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل ایک تیسرے

حضرت ایلیاؑ (ایلیاس) کے منتظر تھے دوسرے حضرت مسیحؑ کے، تیسرے وہ نبی کے۔
چنانچہ یوحنا تو ایلیاس یا ایلیا کی خو بو میں آگیا حضرت مسیحؑ بھی تشریف لے آئے
اور عہد کا رسول یعنی وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی مبعوث
نہیں ہوا پھر عیسائی حضرت مسیحؑ کو نبی اور رسول نہیں مانتے بلکہ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں
اور حضرت مسیحؑ نے کسی مکان کو ہیکل کا نام نہیں دیا نہ کوئی جنگ کی لیکن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی بجائے نئے ہیکل یعنی مکہ کے کعبہ
(بیت اللہ) کو قبلہ بنایا اور دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ "ناگہاں" مکہ پر چڑھ
آئے اور اہل مکہ کو اس وقت علم ہوا جب صحابہؓ کے لشکر میں آگ روشن ہوئی
(دبری حیدری) اور پھر جب آپؐ نے مکہ پر فوجی کارروائی کی تو "کوئی مقابلہ پر
نہ ٹھہر سکا۔ پس عہد کا رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

انجیل (عہدنامہ جدید) کی پیشگوئیاں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:—

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ" (صف)

یعنی حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد
آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا جب ہم عہدنامہ جدید کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ
یقیناً حضرت مسیحؑ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں دی ہیں

(۱) متی ۲۱: ۳۳-۴۶، مرقس ۱۲: ۱-۱۲ اور لوقا ۲۰: ۹-۱۸) میں
انگورستان کی تمثیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ "انگورستان" سے
مراد شریعت موسوی ہے "باغبان" بنی اسرائیل ہیں۔ "نوکر" یرمیاہ، ذکریا، یحییٰ انبیاء علیہم السلام
ہیں۔ بیٹے سے مراد حضرت مسیحؑ ہیں جن سے واقعہ صلیب پیش آیا اس کے بعد

باغ کا مالک آیا "باغ کے مالک" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم تھے پھر لکھا ہے۔

"یسوع نے انہیں کہا کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اس کا پھل (میوہ) لاتی دی جاتی ہے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائیگا۔ جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

(متی ۲۱ : ۴۵۔۴۶)

زبور ۱۱۸ : ۲۲ میں لکھا ہے :-

"وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ کونے کا سرا ہو گیا۔ یہ خداوند سے ہوا اور ہماری نظروں میں عجیب ہے۔"

اس میں عجیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ یسعیاہ نے بھی آپ کو عجیب کا نام دیا تھا۔ (یسعیاہ ۹ : ۶) "ایک قوم پھل لانے والی" سے مراد مسلمان ہیں اور پتھر سے مراد بنی اسماعیل ہیں۔ بنی اسرائیل ہمیشہ بنی اسماعیلؑ کو حقیر سمجھتے رہے اور یہ الزام دیتے رہے تھے کہ وہ نعوذ باللہ مصر کے بادشاہ کی لونڈی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں حالانکہ حضرت ہاجرہ رضہ شاہ مصر کی دختر نیک اختر تھیں جن سے حضرت ابراہیمؑ نے شادی کی اور بنی اسماعیلؑ جن کو حقیر سمجھا گیا آخر ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسی ترقی اور عروج بخشا کہ سب نبی لغیر چکنا چور ہو گئے اور ان کے مقابلہ پر قیصر و کسریٰ جیسی عظیم حکومتیں بھی الٹ گئیں۔

(۳) متی ۲۳ : ۳۸ - ۳۹ میں ہے :-

"دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم مجھے پھر نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے مبارک وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔" اس میں مثیل مسیح کے آنے کی خبر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "مبارک" اور "خداوند کے نام پر" یعنی مثیل مسیح قرار دیا ہے آنحضرت کے بعد ایک دوسرے مثیل مسیح (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے) کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (زخرف ۵۸)

یعنی جب بھی ابن مریم کے مثیل کا ذکر کیا جاتا ہے تو تیری قوم شور مچانے لگ جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مثیل مسیح بنا کر مبعوث فرمایا جو حضرت مسیحؑ کی خو بو اور حالات کے بعض مشابہ ہیں۔ گویا ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔

(۴) یوحنا ۱۶ : ۴ تا ۱۴ میں ہے :-

"میں نے یہ باتیں اس لئے تم سے کہیں کہ جب ان کا وقت آئے تو تم کو یاد آجائے کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا ...... میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا ...... مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ

دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سنیگا وہی
کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اور میرا جلال ظاہر کرے گا۔"
یہاں "مددگار" دراصل "فارقلیط" کا ترجمہ کیا گیا ہے ڈاکٹر سیل نے اس کے معنی
"ستودہ" کئے ہیں جس کا عربی ترجمہ احمدؐ ہے۔ سر ولیم میور نے "لائف آف محمدؐ" جلد ۱
صفحہ ۱۳ میں بھی یہی معنے کئے ہیں۔ پس مددگار اور سچائی کی روح آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم ہیں۔ "میں نہ جاؤں تم پاس نہ آئے گا" سے ثابت ہے کہ حضرت
مسیحؑ کی وفات کے بعد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا مقصود ہے۔ آپ
نے دنیا کو گناہ کی فلاسفی اور اس کے نقصان اور سزا بیان فرمائی۔ آپ ہی جہان کے سردار"
سید ولد آدم اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ ہی "سچائی کی روح" تھے۔ آپ کو کفار سے
بھی "صادق و صدوق" اور امین کا خطاب ملا تھا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا "اَلَّذِیْ
جَآءَ بِالصِّدْقِ" "ساری سچائی کی راہ" سے مراد قرآن مجید کامل و مکمل اور
عالمگیر کتاب ہے جس میں ذات و صفات باری تعالیٰ۔ پیدائش انسانی کی غرض و
غایت۔ عقائد۔ اعمال۔ اخلاق۔ عبادت و ریاضت۔ مدارج روحانیہ۔ نبوت و
صدیقیت۔ شہادت و صالحیت۔ سیاست۔ تمدن۔ معاشرت۔ راہ نجات
بعث بعد الموت۔ جنت و دوزخ وغیرہ تمام امور اور تمام علوم پر روشنی ڈالی ہے
"جو کچھ سنے گا وہی کہے گا" فرمایا:- "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ
ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" (نجم)

"آئندہ کی خبریں دے گا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسقدر پیشگوئیاں اور آئندہ کی خبریں بیان فرمائی ہیں
کہ جس کی نظیر کسی نبی میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ذٰلِکَ

يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو سوائے اپنے رسول کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا جسے کہ اس نے پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور علمی امور کے بارے میں فرمایا:۔ "سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ" (حٰم سجدہ ۵۴) کہ ہم ان لوگوں کو تمام اطراف عالم میں بھی اور ان کی جانوں اور خاندانوں میں بھی فرودنشانیاں دکھائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے نشانات سے نوازا۔

اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند ایک پیشگوئیاں قرآن مجید اور احادیث سے بیان کرتے ہیں جو خدا کے فضل سے پوری ہو چکی ہیں یا جن کے پورے ہونے کا سلسلہ جاری ہے۔

قرآنِ مجید کی پیشگوئیاں

(۱) جب رومیوں (اہل کتاب عیسائی) ایرانیوں (آتش پرستوں) سے شکست کھا گئے تو اہل مکہ (بت پرستوں) نے خوشی منائی اور کہا کہ ہم بھی اسی طرح ان مسلمانوں (موحدوں) پر غالب آئیں گے، فرمایا:۔

"غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِىْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِىْ بِضْعِ سِنِيْنَ" (روم ۲-۴)

کہ اس طرح نہیں ہوگا بلکہ (بضع) یعنی نو سال میں رومی ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اور مومن بھی اس دن خوش ہوں گے۔ اسی پر ابی بن خلف اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان ۱۰۰ اونٹوں پر شرط ہو گئی چنانچہ آٹھ سال کے بعد نازل ہونے کے آٹھویں سال رومیوں نے ایرانیوں کو شکست فاش دی اور ادھر کفار نے مسلمانوں سے جنگ بدر میں سخت ہزیمت اٹھائی اور مسلمانوں کو دوہری خوشی

---

[1] جن ۲۷

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔" (نور : ۵۶)

اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں خلفاء کا سلسلہ جاری فرمایا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین ہوئے جن کے ذریعے خوف امن سے بدل گیا اور اسلام سارے عرب۔ حجاز۔ ایران۔ مصر وغیرہ ملکوں میں پھیل گیا۔ پھر امت محمدیہ میں مجددین اور مسیح موعود وامام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء تمکنت فی الدین کے موجب ہوئے اور اس پیشگوئی کا سلسلہ تاقیامت جاری ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے مدینہ میں ہجرت کی اور دشمنوں سے چند دفاعی جنگیں کرکے انہیں ناکام کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ۔" (فتح ۱۷)

چنانچہ پھر ایران اور روم کی جنگجو فوجوں کے ساتھ مسلمانوں کو جنگیں لڑنی پڑیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ "وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً" کے تحت عظیم الشان فتوحات کے علاوہ مسلمانوں کو مغانم کثیرہ بھی حاصل ہوئیں۔ اور الٰہی فرمان "وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا" کے مطابق کروڑوں نفوس

اسلام کے نور سے منور ہوتے اور اس پیشگوئی کا سلسلہ جاری ہے۔

(۶) فرمایا:۔ "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ" (حجر ع۱)

(ہم نے ہی الذکر "یعنی قرآن مجید اتارا ہے اور یقیناً ہم خود اس کی حفاظت کرتے رہیں گے) چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو ہر قسم کی تحریف سے پاک کر کے جس خصوصیت کے ساتھ

اور پر لیپ سے جو حفاظت فرمائی وہ اظہر من الشمس ہے اور آج غیر مسلموں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔

(۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز عہد نبوت میں وحی و الہام کے نازل ہونے میں کچھ وقفہ پڑا تو دشمن نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا روٹھ گیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى"۔ (ضحیٰ: ۵)

یعنی آپ کی ہر بعد میں آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر اور اعلیٰ ہوگی چنانچہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متواتر وحی و الہامات نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوگیا بعد آپؐ کو قرآن مجید جیسی عظیم الشان اور لاجواب و بے مثال شریعت عطا ہوئی اور ہر قدم اور ہر لمحہ آپ نے بلحاظ تعداد اور مال و دولت اور عزت و شرف اور بلحاظ ظاہر و باطن ترقی حاصل کی۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مسلمان آپؐ پر درود بھیج رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر دم آپؐ کی دنیا اور آخرت میں ترقی ہو رہی ہے۔ (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ)

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لیا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا تھا تو خدا تعالیٰ نے اس کی نفی فرمادی اور پھر آپ کے یکے بعد دیگرے کئی بیٹے وفات پا گئے۔ تو دشمنوں نے خوشیاں منائیں اور آپ کو ابتر کہنے لگے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

"إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝" (کوثر)

(یقیناً ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے تو اپنے رب کی عبادت کر اور اسی کی خاطر قربانیاں کر۔ یقیناً رکھ کہ تیرا مخالف ہی نرینہ اولاد سے محروم ثابت ہوگا)

"کوثر" کا لفظ کثرت سے مبالغہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی روحانی اور جسمانی نعمتیں اور برکتیں اور انعامات دنیا اور آخرت میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق آپ کو ہر ایک نعمت عطا فرمائی۔ کثرت سے روحانی اولاد (امت) بخشی اور اس میں خلفاء راشدین۔ علماء کرام، اولیائے عظام اور مجددین پیدا ہوئے اور امت میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ ہر دنیوی بادشاہتیں اور مال و دولت اور عزت و شرف اس کے علاوہ ہے اور اس کے مقابل پر دشمن ناکام و نامراد اور کئی ہلاک ہوئے اور بعض مسلمان ہو گئے یا ان کی اولاد مسلمان ہو گئی گویا دشمن ابتر ہو کر رہ گئے اور اس پیشگوئی کا اظہار قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

(۶۹) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالف فرعون کے بارہ میں فرمایا:۔ "فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً" (یونس: ۹۳)

کہ اب ہم تیرے بدن (کے بقاء) کے ذریعہ سے تجھے (ایک جزوی) نجات دینے ہیں تاکہ جو لوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے تو ایک نشان ہو۔ چنانچہ فرعون جب سمندر میں غرق ہوا تو اس کی لاش اس وقت کے مصریوں نے ادویہ لگا کر محفوظ کر لی تھی اور ایک قبر میں رکھ دی تھی۔ وہ کئی ہزار سال مخفی رہی پھر آثار قدیمہ کے ذریعہ دستیاب ہوئی اور اب وہ مصر کے عجائب گھر میں عبرت کا سامان پیش کر رہی ہے اور قرآن مجید کی صداقت روشن کر رہی ہے۔

(۷۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ" (رحمٰن: ۲۰)

یعنی اس نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ایک وقت مل جائیں گے چنانچہ مصر کی نہر سویز نکالنے سے بحیرہ قلزم اور بحیرۂ احمر آپس میں مل گئے اور امریکہ کی نہر پانامہ نکالنے سے بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل مل گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی سینکڑوں سالوں کے بعد پوری ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۷۱) اللہ تعالیٰ نے یہود کے متعلق فرمایا:۔

"فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا"

(بنی اسرائیل: ۱۰۵)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق بنی اسرائیل ہمارے زمانہ میں دوبارہ فلسطین پر قابض ہو گئے۔ اس کے اس قبضہ کی وجہ یہ فرمائی کہ یا تو "حبل من اللہ" یعنی مسلمان ہونے سے یا پھر "حبل من الناس" یعنی دوسری قوموں سے معاہدہ اور طاپ سے ان کا فلسطین پر دوبارہ قبضہ ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں امریکہ - برطانیہ - روس اور فرانس نے مل کر یہود کا فلسطین پر دوبارہ قبضہ ہو گیا یہ فرمایا۔ "متاع الی حین" (انبیاء ۱۱۲) کہ یہود کا فلسطین پر قبضہ عارضی ہوگا۔ "اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ۔" (انبیاء ۱۰۷) کہ عبادت گزار یعنی مسلمان پھر ضرور فلسطین پر قابض ہو جائیں گے۔ بسبب خدا کی پہلی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ یہ پیشگوئی ضرور پوری ہوگی۔ خدا کرے کہ یہ پیشگوئی ہم اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لیں (آمین)

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

"وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ" (سورہ جمعہ)

کہ کچھ لوگ صحابہؓ سے ابھی تک نہیں ملے وہ ان سے مل جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت سلمان فارسیؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ "لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ" (بخاری جلد ۳ ص ۱۳۱ مصری۔ مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۰۲) کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔ تو ایک شخص یا کئی فارسی الاصل اسے دوبارہ واپس لے آئیں گے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں جب مسلمان اسلام پر کاربند نہ

علہ - آلِ عمران ۱۱۲

سب سے بعد ان میں ایمانی روح مفقود ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں قرآن مجید کی اس پیشگوئی کے عین مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں اور میری بعثت کا مقصد مسلماں را مسلماں باز کردند" اور "یُحْیِي الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ" ہے اسی طرح سیدنا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے بارے میں بھی مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا:۔

"مؤلف براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد) قریشی نہیں فارسی الاصل ہیں۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۱۹۳)

حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا:۔

"اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳، اربعین صفحہ ۱۷۔ حاشیہ)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عظیم الشان جماعت ایسے ایمانداروں کی قائم کی جو رات دن اسلامی خدمات بجا لا رہی ہے اور جماعت ساری دنیا میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ فالحمد للہ

(۱۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۝" (صف: ۱۰)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر

بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ اور نشاناتِ الٰہیہ کے لحاظ سے دیگر ادیان پر غلبہ بخشا گیا علاوہ ازیں علمائے کرام نے اس آیت کے متعلق فرمایا ہے کہ:۔
"ذٰلِکَ عِنْدَ خُرُوْجِ (نزول) عِیْسٰی"
(ابن جریر جلد ۱۰ صفحہ ۷۲ و جلد ۲۸ صفحہ ۱۵۴)
کہ اس آیت کا کامل ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوگا۔ چنانچہ جب سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسیح موعود کا دعویٰ فرمایا تو خدا تعالیٰ نے غلبہ اسلام کے لئے تمام ذرائع اور اسباب مہیا فرما دیئے۔ ذرائع آمد و رفت کیلئے نئی نئی سواریوں کے وسیع انتظامات ہو گئے۔ تحریر و تقریر کی آسانیاں پیدا ہو گئیں اور کثرت سے کتب کی اشاعت ہوئی اور دنیا ایک شہر کی طرح ہو گئی۔ آپ نے ان ذرائع سے کام لیتے ہوئے اسلام کی صداقت اور دلائل و نشانات اور برکات کو ساری دنیا میں پھیلا دیا اور اسے سب دینوں پر غلبہ حاصل ہوا۔
قرآن مجید کی دیگر بے شمار پیشگوئیوں میں سے خلاصۃً مزید پیش خدمت ہیں جو پوری ہو چکی ہیں اور ان کی ترقی کا سلسلہ جاری ہے:۔
یاجوج ماجوج یعنی روس اور امریکہ ساری دنیا میں پھیل گئے (۱) چاند پر پہنچ گئے۔ اور دیگر سیاروں تک پہنچنے کے لئے کوشاں ہیں (انبیاء ۹۷)
زلزلے آئے (زلزال ۲) زمین نے اپنے خزانے اگل دیئے (زلزال: ۳)

اونٹ بیکار ہو گئے۔ (تکویر : ۵) ریل۔ موٹر کار۔ ہوائی دخلائی جہاز کی ایجاد ہوئی (نحل : ۹) ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم۔ کوبالٹ۔ نیپام بم وغیرا کی ایجاد ہوئی (دخان ۱۱۔ معارج : ۱۰۔ رحمٰن : ۳۸۔ القارعہ ۱، ۲) انسان کا چاند، مریخ اور دیگر کروں تک پہنچا (شوریٰ۔ انشقاق : ۵۔ رحمٰن ۳۴، ۳) علم معیشت میں ترقی ہوئی (تکویر : ۱۲) علم طبقات الارض میں ترقی ہوئی (انشقاق : ۵) پہاڑ اڑائے اور چلائے گئے (تکویر : ۴) طاعون پھیلی۔ خبریں اکٹھی کی گئیں (ا‌خفا) چڑیا گھر اور غیر مہذب قوموں کی ترقی ہوئی (تکویر ۶) پریس کی ایجاد اور کثرت کتب کی اشاعت ہوئی (تکویر ۱۱)

احادیث کی پیشگوئیاں

اب ہم احادیث میں سے چند ایک پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں جو کہ پوری ہو چکی ہیں:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(سنن ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۱۲، مشکوٰۃ ص ۳۶، حجج الکرامہ ص ۱۵۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۔ مستدرک حاکم۔ سنن بیہقی تنبیہ لسیوطی)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے امت محمدیہ کے لئے ہر سو سال کے سر پر اپنا مجدد مبعوث فرماتا رہے گا جو اس کیلئے تجدید دین کا کام سرانجام دے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق ہر صدی میں امت محمدیہ میں مجددین مبعوث فرمائے۔ پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیز رح۔ (سنہ ۱۰۱ھ) دوسری صدی میں حضرت امام شافعی رح (سنہ ۲۰۴ھ) و حضرت احمد بن حنبل رح، تیسری صدی میں حضرت ابو الحسن اشعری رح (سنہ ۳۰۳ھ) و ابو شریح رح۔ چوتھی صدی میں حضرت ابو عبید نیشاپوری رح و قاضی ابو بکر باقلانی۔ پانچویں صدی میں حضرت امام غزالی رح (سنہ ۵۰۵ھ)۔ چھٹی میں حضرت سید عبد القادر جیلانی رح (سنہ ۵۶۱ھ)۔ ساتویں میں حضرت امام تیمیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح۔ آٹھویں میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رح و صالح بن عمر۔ نویں صدی میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رح و سید محمد جونپوری رح۔ دسویں میں حضرت امام محمد طاہر گجراتی رح۔ گیارھویں میں حضرت سید احمد صاحب سرہندی۔ مجدد الف ثانی رح۔ بارھویں میں حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی رح۔ تیرھویں میں حضرت سید احمد صاحب بریلوی رح (سنہ ۱۱۸۶ھ، ۱۲۴۱ھ / ۱۸۳۱)
(حجج الکرامہ ص ۱۳۵)

چودھویں صدی میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں اور صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے" (ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴)

فرمایا: مسیح مژدہ زغنیم کہ من ہماں مردم کہ او مجدد این دین و رہنما باشد

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"۔ (بخاری جلد ۱ ص[illegible])

اے امتِ محمدیہ تمہارا اس وقت کتنا اچھا بھلا ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور وہ تم ہی میں سے تمہارے امام ہوں گے۔ اور مسلم شریف میں ہے:-

"فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ" (جب وہ تمہاری امامت کرے گا)

(مسلم احمد جلد ۲ - کنز العمال جلد ۷ ص[illegible])

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا" (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص[illegible])

یعنی قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے زندہ رہیگا وہ عیسیٰ ابن مریمؑ جو امام مہدی و حکم عدل ہوگا سے ملاقات کرے گا۔ وہ صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر قتل کریگا اور جزیہ موقوف کر دے گا اور جنگوں کو اٹھا دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق سیدنا حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امتِ محمدیہ میں مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض پیشگوئیوں میں استعارات ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہر ہونے پر ہی اصل حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ فرمایا:۔

"اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائلِ قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۴۱)

حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ (عیسائیوں کے) اس ستون (حیات مسیح ابن مریمؑ) کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریمؑ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُولًا۔ اَنْتَ مَعِيْ وَاَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ۔ اَنْتَ مُصِيْبٌ وَ مُعِيْنٌ لِلْحَقِّ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۲)

پھر فرمایا:۔

"سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں

اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔ اور یہ بھی سچی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ الحکم اکتوبر ۱۹۰۴ء)

فرمایا:-

"میں مجدد وقت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ کے بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ و طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہودیوں کی طرح جو سچائی کے دشمن ہو گئے تب بالمقابل خدا تعالیٰ نے میرا نام مسیح رکھا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے۔" (پیغام صلح صفحہ ۲)

فرمایا:- "چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند"

پس سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث کے الفاظ اماماکم منکم یا امکم منکم کی وضاحت فرمائی کہ اس سے امت محمدیہ مراد ہے جس میں ایک امام مسیح و مہدی کے ظہور کی پیشگوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں سے ہی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حضرت مسیح کا بروز بنا کر مبعوث فرمایا اور کسر صلیب سے مراد الدجال جیسا ثابت ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۴۲) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب نزول المسیح ابن مریم) اور حضرت مرزا صاحبؑ نے قرآن مجید، احادیث، اناجیل اور تواریخ سے

ثابت کی کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے اور نہ زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے بلکہ ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی طور پر فوت ہوئے اور ان کا مقبرہ سرینگر کشمیر محلّہ خانیار میں ہے۔ (نور اللہ مرقدہٗ)

مولوی نور محمدؒ قادری نقشبندی چشتی نے دیباچہ قرآن مجید معجز نما کلاں ترجمہ از مولانا شاہ رفیع الدین صاحب و مولانا اشرف علی تھانوی مطبوعہ ۱۳۴۳ھ میں جو نوٹ لکھا ہے اس سے بھی کسر صلیب کی حیثیت منکشف ہوتی ہے:—

"اس زمانہ میں لفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بہت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا..... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے اور لفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰؑ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے لفرائے کو اسقدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اسی ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔" (دیباچہ صفحہ ۳۰)

اخبار "وکیل" امرتسر نے لکھا:۔

"مرزا صاحب کی یہ خصوصیت کردہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ..... اس مدافعت سے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔"

(اخبار "وکیل" امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)

اخبار "ایشیا" لاہور نے لکھا:۔

"مرزا غلام احمد قادیانی نے ..... وفات مسیح کا اعلان کر کے انہوں نے پادریوں کا منہ بند کر دیا۔" (۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء)

پھر لکھا کہ:۔

"عیسائی پادری اسلام کی حقانیت پر حملہ آور تھے اور مسلمانوں کو بتاتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں ..... مرزا غلام احمد قادیانی قرآن ہی سے اس کے انکار کا حوالہ پیش کرتے رہے ہیں تو وہ (جدید طبقہ) ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان

نمایاں ساتھیوں میں سے اکثر ایسے تھے کہ اگر وہ قادیان نہ
جاتے تو عیسائی ہو جاتے۔" (آئینہ لاہور ۹-۱۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

"قتل خنزیر" سے مراد خنزیری صفات رکھنے والے وہ مخالفین اسلام
ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ مثلاً
پنڈت لیکھرام پشاوری۔ ڈاکٹر ڈاوئی امریکی وغیرہ

"یضع الجزیہ" سے مراد یہ ہے کہ جب مسیح موعود کے زمانہ میں انگریزی
حکومت نے مسلمانوں کو مذہبی آزادی دی تو تلوار کا جہاد اس کی
شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔ البتہ اصلاح نفس، تبلیغ
اشاعت قرآن مجید کا جہاد جاری ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۶۵ء
و ۱۹۷۱ء میں جب بھارت نے پاکستان پر ظالمانہ حملہ کیا تو جہاد فرض ہو
گیا۔ اور جماعت احمدیہ بھی مسلمانوں کے دوش بدوش اس جہاد میں شریک
ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ ملک ہند
میں میری امت جہاد کرے گی۔ اللہ نے ان پر آگ حرام کر دی ہے یعنی وہ
جہاد کا فریضہ ادا کر کے جنت حاصل کریں گے۔ اور اس وقت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
کا نزول ہو چکا ہوگا۔ (نسائی مع ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۵۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کا رنگ گندمی اور کھلے بال ہیں (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی (دار قطنی صفحہ ۱۸۸ جلد ۱) کے
عین مطابق جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیح و مہدی پر چو

سال گزرنے تیرھویں صدی ۱۳۱۱ھ ماہِ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند گرہن ہوا اور ۲۸
تاریخ کو سورج گرہن ہوا اس کے علاوہ دیگر علامات مسیح موعود بھی پوری ہو چکی ہیں
مثلاً "قتلِ دجال" سے مراد یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیحیت
کے دجل یعنی الوہیت مسیح، تثلیث اور کفارہ کا دلائل و براہین سے خاتمہ
کر دیا۔ یاجوج ماجوج یعنی روس و امریکہ کا ساری دنیا پر سیاسی غلبہ ظاہر ہو
گیا۔ آپ ہی کے زمانے میں کثرت سے شہب آسمان سے گرے۔ ستارہ
ذوالسنین طلوع ہوا۔ طاعون ملک ہند میں پھیلی۔ پریس کے ذریعہ کثرت
سے کتب دنیا میں چھپیں۔ نئے سے نئے ذرائع آمد و رفت اور نئی سواریاں
ریل۔ موٹر۔ جہاز اور ڈاک و تار۔ وائرلیس۔ ٹیلیویژن وغیرہ کا استعمال
وسیع ہو گیا۔ زنا عام ہو گیا۔ نصاریٰ کثرت سے دنیا میں پھیل گئے۔ مسلمانوں
کی حالت بگڑ گئی۔ مسلمان نام کے مسلمان رہ گئے۔ مسجدیں بے آباد ہو
گئیں۔ خاوند بیوی کے ماتحت ہو گئے۔ گانے بجانے والیاں کثرت سے
ہو گئیں۔ دابۃ الارض یعنی بدکردار علماء، نصاریٰ و یہود وغیرہ کا ظہور ہوا۔
رشوت عام ہو گئی۔ کثرت سے مساجد کی تعمیر ہو گئی۔ لوگ مسجدوں میں دنیا کی
باتیں کرنے لگے۔ حقیقی علماء اور صوفیاء کی عزت مفقود ہو گئی۔ خدام
سے بیزار ہیں۔ مردوں نے عورتوں کی شکل اور عورتوں نے مردوں کی شکل
اختیار کر لی۔ مستحق کو زکوٰۃ نہیں دی جاتی۔ والدین سے بدسلوکی کی جاتی ہے۔
علوم جاری ہو گئے۔ زمین نے خزانے اگل دیئے۔ قطع رحمی و عہد شکنی عام ہو گئی
زلزلے آئے۔ جنگیں ہوئیں۔ مغرب سے طلوعِ سورج یعنی اسلام کا احمدیہ

کے ذریعہ سب مغربی ممالک میں پھیل رہا ہے۔ غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام علامات مسیح موعود پوری ہوگئیں۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اظہر من الشمس ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے علم پاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پیشگوئیاں ہیں کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہوئے تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اب کوئی پادری تو میرے سامنے آوے جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گزر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربیؐ .... سچا اور سچوں کا سردار ہے۔ اس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اس کے غلاموں اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱)

(۴) یوحنا عارف نے اپنے مکاشفات باب ۱۴ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق یوں لکھا ہے

"پھر میں نے نگاہ کی اور دیکھو کہ برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص تھے جن کے ماتھوں پر اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا تھا۔ پھر میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جو پانیوں کے شور اور بڑے گرج جیسی آواز کی مانند تھی اور میں نے بربط نوازوں کی آواز جو اپنی بربط بجاتے ہوں سنی اور وہ لوگ تخت کے سامنے اور ان چار جانداروں

اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے۔ اور کوئی اُن ایک لاکھ چوالیس ہزار کے سوا جو زمین سے خرید لئے گئے تھے اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں کے ساتھ گندگی میں نہ پڑے کہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو برّے کے پیچھے چلتے ہیں جہاں کہیں وہ جاتا ہے۔ یہ خدا اور برّے کے لئے پہلے پھل ہونے کے لئے آدمیوں میں سے مول لئے گئے ہیں۔ اور ان کے منہ میں مکر پایا نہ گیا کیونکہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔ اور میں نے ایک اور فرشتہ کو انجیل ابدی لئے ہوئے دیکھا کہ آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا تھا کہ زمین کے رہنے والوں اور سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنائے اور اس نے بڑی آواز سے کہا۔ خدا سے ڈرو۔ اور اس کا جلال ظاہر کرو۔ کیونکہ اس کی عدالت کی گھڑی آئی ہے۔"

برّہ: اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک وجود ہے جو کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے مصداق ہیں

"صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص ہیں۔

مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رض ہیں۔ آپ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات پہاڑ پر ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام تھے۔

باپ کا نام یعنی حضور اور آپ کے ساتھی صرف خدا کو سجدہ کرنے تھے۔ فرمایا:
"سِیْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ"
(فتح: ۳۰)

"چار بزرگ" سے مراد خلفاء راشدین اربعہ ہیں۔ "گرج کی آواز" اذان اور تسبیح
وتحمید اور تسمیہ مراد ہے۔ جو بربط اور باجوں سے نہیں پڑھی جاتی۔ "نیا
گیت" سے مراد عربی زبان میں قرآن مجید ہے جو ترنم سے پڑھا جاتا ہے
"ایک لاکھ چوالیس ہزار شخصوں کے سوا جو دنیا میں خریدے گئے" سے مراد
صحابہؓ ہیں جن کے متعلق فرمایا:-

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ
اَمْوَالَھُمْ۔" (توبہ: ۱۱۱)

"جو عورتوں کے ساتھ آلودہ نہیں ہوئے" اللہ تعالیٰ صحابہؓ کے متعلق فرماتا ہے:-

"لَا یَزْنُوْنَ" "وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ" (مومنون:۶)

"برّہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے"۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے بارے میں فرمایا:-

"یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ۔ اُدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی
بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔" (یوسف ۱۰۸)

"پہلے پھل" سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ" (توبہ:۱۰۰)

"ان کے منہ سے جھوٹ نہ نکلا تھا" صحابہ کے بارے میں فرمایا۔

"وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ" (فرقان ۷۲)

"ابدی انجیل یا خوشخبری" سے مراد قرآن مجید ہے جو تمام قوموں تمام ملکوں
تمام زبانوں کے لئے کامل اور ابدی بشارت و خوشخبری اور راہ نجات ہے
ابدی انجیل کی ایک علامت یہ ہے کہ:-

"میں نے اس کے دہنے ہاتھ میں جو تخت پر بیٹھا تھا ایک
کتاب دیکھی جو اندر اور باہر لکھی ہوئی اور سات مہروں سے
بند تھی" (مکاشفہ ۱/۵)

یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ "سات مہروں" سے مراد سورۃ فاتحہ کی

لہ فرقان ۷۹ لہ اعراف ۱۵۷

سات آیات ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ" (حجر ۸۸)

"سب قوموں اور فرقوں اور اہل زبان اور لوگوں کو خوشخبری سنا دینے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا" (آپ رحمت للعالمین تھے آپ ہی کافۃ للناس تھے۔ دیگر انبیاء مختص القوم اور مختص الزمان تھے مگر آپ تمام قوموں تمام ملکوں تمام زمانوں کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے "بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو" یعنی فاتقوا اللہ۔ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ (حشر)

(۵) یوحنا کا مکاشفہ $\frac{۱۹}{۱۱-۱۶}$ میں ہے:۔

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھو ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانتدار اور سچا کہلاتا ہے اور وہ راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ہے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلوں کی مانند اور اس کے سر پر بہت سے تاج اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور خون میں ڈوبا ہوا پوشاک وہ پہنے تھا اور اس کا نام کلام خدا ہے اور وے فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید اور کتانی پوشاک پہنے ہوئے۔ نقرئی گھوڑوں پر اس کے پیچھے ہولیں اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکمرانی کرے گا۔ اور وہ خود قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کی مے کے کولہو میں روندتا ہے اور اس کے پوشاک اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہے۔ "بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"۔

لہ اعراف ۱۵۹

"ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار اور سچا"
کہلاتا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید نقرئی گھوڑا تھا جس
پر آپؐ سوار ہوتے تھے۔ جس کا نام بحر تھا اور مکاشفہ ۱۹/۱۲ میں یہ بھی ہے کہ
"نقرئی گھوڑے کا سوار کمان لیے تاج پہنے ہے" اور حضورؐ اپنے ہاتھ
میں کمان رکھتے تھے ایک دفعہ آپؐ نے صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اِرْمُوْا فَاِنَّ اَبَاکُمْ اِسْمٰعِیْلَ کَانَ رَامِیًا۔"

(تیر چلاؤ تمہارا باپ اسماعیل تیر چلایا کرتا تھا) "سچا اور برحق" کفار نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبل از دعویٰ نبی صادق و صدوق اور امین
کا خطاب دے رکھا تھا۔ "وہ راستی کے ساتھ اور انصاف سے لڑائی کرتا ہے"
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ انصاف کی اور ہمیشہ دفاعی جنگ کی۔
"اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں" حضورؐ کی آنکھیں سرخی مائل تھیں
"اس کے سر پر بہت سے تاج تھے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر
ایک تو سب سے بڑا تاج "خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" کا تھا پھر اللہ تعالیٰ
نے فرمایا۔

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا
وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا
مُّنِیْرًا" (احزاب ۴۶-۴۷)

کئی ملکوں کے آپ بادشاہ تھے۔ "اس کا نام ...... کوئی نہیں جانتا"
حضورؐ کے نام محمدؐ قبل ازیں کا کسی کو علم نہ تھا۔ "خون کی چھڑکی ہوئی
پوشاک پہنے ہوئے تھا" حضورؐ کو طائف والوں نے اتنے پتھر مارے کہ
آپ کا سارا جسم مبارک لہولہان ہو گیا پھر جنگ احد میں پتھر لگنے سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ خون آلودہ ہو گئے۔ "اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے"
فرمایا۔ "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى" (نجم)

صرف قرآن مجید ہی کلام اللہ ہے۔ دیگر کتب مقدسہ محرّف و مبدّل ہیں

"آسمان کی فوجیں گھوڑوں پر" جنگ بدر میں فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ (۱۲۵:۳) فرمایا۔ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ" کہ یہ فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔ "سفید اور مہین کپڑے پہنے" حضورؐ اور صحابہؓ سفید لباس پہنتے تھے۔ "اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے" حضورؐ نے تلوار سے جہاد کیا۔ حضورؐ کا کلام مبارک روحانی طور پر تلوار کی طرح کفر کو کاٹتا ہے۔ "وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا۔" حضورؐ نے رعب سے بادشاہی اور مضبوط حکومت کی۔ آپؐ نے سرکش قبائل، قیصر اور کسریٰ کو روند ڈالا۔ "آپ ہی بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند" ہیں۔ آپ ہی خاتم النبیین۔ سید المرسلین۔ سید ولد آدم اور شہنشاہِ عالم اور رحمۃ للعالمین ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ذکر کمالات فخر موجودات آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

غیر مسلموں کی نظر میں

انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کے گیارھویں ایڈیشن میں زیر لفظ قرآن لکھا ہے: —
"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام نبیوں اور سب مذہبی شخصیتوں سے زیادہ کامیاب نبی تھے"

نیز لکھا ہے: —
"جو یقین اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے قریب کے لوگوں یعنی (حضرت) خدیجہؓ، ابوبکرؓ، عمر (رضی اللہ عنہم) کے دل میں پیدا کیا اور جو بارہ سال ہر طرح کی ذلت اور تکلیف برداشت کی اور بایں ہمہ بوالمرئی سے بزرگی اور سرداری کو قبول کرنے سے انکار کیا جس کا حصول اس شرط پر موقوف تھا کہ وہ اپنی کوشش (تبلیغ توحید اسلام) سے باز آجائے۔ نیز ہم اس سادہ مزاج اور معمولی حیثیت کا خیال کریں جو آخر وقت تک اس کی ذات میں ویسی ہی رہی۔ پریڈو، والٹر اور مراکش کی آراء قبول نہیں کر سکتے بلکہ اتنی بات میں مثلاً کاسن، کارلائل، ارونگ اور دیگر مصنفین سے متفق ہیں کہ عام طور پر

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کو مانیں اور اس بات کو قبول کریں کہ اس کو اپنے آپ پر بھروسہ تھا۔ اور اپنی رسالت کو سچی سمجھتا تھا۔"

مسٹر اسٹینلے لین پول نے لکھا:۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت با اخلاق اور رحمدل بزرگ تھے ان کی خدا پرستی اور عظیم فیاضی تعریف کے مستحق ہے آپ اس قدر منکسر المزاج تھے کہ بیماروں کی عیادت کرتے غلاموں کی دعوت قبول کرتے۔ غریبوں سے بہت محبت کرتے۔ اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگاتے بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے۔ بے شک وہ مقدس پیغمبر تھے۔"

("سپیچز آف محمدؐ")

اسی طرح لکھا:۔

"جب قریش کی ایک جماعت نو بکر نے مسلمانوں کے ایک مددگار قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کر کے صلح حدیبیہ کو توڑا۔ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لے کر جانب مکہ کوچ کیا اور چونکہ قریش کو اپنے بچاؤ کی خاطر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ لہٰذا شہر مکہ فتح ہوگیا" ایسے وقت تھا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) خونخوارانہ فطرت کا اظہار کرتے۔ آپ کے قدیم ایذا دہندگان (قریش) آپ کے قدموں میں آپڑے تھے۔ کیا آپ اس وقت اپنے بے رحمانہ طریقہ سے ان کو پامال کریں گے؟ سخت عقوبت میں گرفتار کریں گے یا ان سے انتقام لیں گے؟ یہ وقت اسی

عفو کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ اس وقت ہمارے
مظالم کے پیش نظر آنے کے متوقع ہیں جن کے سننے مت ہر ایک کے رونگٹے
کھڑے ہیں۔ وہ یہیں کہ خیال گزرے کہ اگر ہم پہلے ہی سے نفرت و
ملامت کا شور و غل مچائیں تو بالکل بجا ہے۔ مگر یہ کیا معاملہ ہے؟
کیا بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی؟ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں
کہاں ہیں؟ یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن آنحضرت (صلی اللہ
علیہ وسلم) کو اپنے دشمنوں پر عظیم ترین فتح حاصل ہوئی۔ وہی دن آپکو
اپنے نفس پر سب سے زیادہ عالی شان فتح حاصل کرنے کا دن بھی تھا
قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ
تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپ پر ڈالی تھی۔ آپ نے کمال رحمدلی کے
ساتھ ان تمام باتوں سے درگزر کی اور مکہ کے تمام باشندوں کو
ایک عام معافی نامہ دے دیا۔ ..... فوج نے آپ کی شاہی تقلید
کی اور خاموشی اور امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ نہ کوئی
مکان لوٹا گیا اور نہ کسی عورت کی بے حرمتی کی گئی۔"

(انتخاب قرآن مقدمہ ص ۶۶)

اسی طرح حضورؐ کی رہبری کے بارہ میں لکھا ہے۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن اپنے تاریک وقت
میں دنیا کو دیا جب ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ انسانی
اخلاق کا جنازہ بالکل نکل چکا تھا۔ ہر طرف بت پرستی کا زور تھا
قرآن نے ان تمام گمراہیوں کو مٹا دیا جن میں دنیا مسلسل صدیوں
سے گرفتار تھی۔ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق اصول مدنیت اور
علوم و حقائق سکھائے۔ ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیزگار
بنایا۔ اگر یہ کتاب (قرآن مجید) نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے

اور دنیا کے باشندے نام کے مسلمان رہ جاتے۔"

(گارڈنسی آف ہونی قرآن)

مسٹر ایچ اے آر گب نے بعنوان 'اسلام کدھر جا رہا ہے' جو کتاب ۱۹۳۲ء میں تصنیف کی اس میں اسلام کے بارہ میں لکھا ہے:—

"اسلام کے سامنے نسل انسانی کی خدمت بڑا اہم کام ہے نسل انسانی کی متعدد اور مختلف قوموں میں جو اتحاد کرنے میں اسلام کو کامیابی حاصل ہوئی اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی پھر اتحاد ایسا کہ جس نے مرتبہ و کام کی مواقع دینے کے لحاظ سے مساوات قائم کی۔ ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور عدایات کے نیچے پراگندہ اجزا کو اکٹھا کر دے جو بظاہر ملنے کے قابل نظر نہیں آتے اگر مشرق اور مغرب کی عظیم انسانی قوموں کا مقابلہ کا جذبہ بھی تعاون میں تبدیل ہو سکتا ہے تو یہ صرف اسلام کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔" (وہدر اسلام ۱۹۳۲ء)

اسی طرح انہوں نے یہ لکھا کہ:—

"مغربی تہذیب کے اس توازن کو جو اس کی یک طرفہ ترقی کی وجہ سے بگڑ گیا تھا اس کو بحال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسلامی سوسائٹی کے سامنے دست سوال دراز کریں۔" (وہدر اسلام)

مسٹر برنارڈ شا (۱۹۵۰ء) مشہور مفکر و ادیب نے حال ہی میں لکھا:—

"مجھے یقین ہے کہ سارا برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام، اس صدی کے اختتام پر قبول کر لے گی۔ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو ہمیشہ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ میرے نزدیک یہی مذہب ہر بدلتے ہوئے زمانہ حیات کے تقاضوں پر پورا اترنے کی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ

سے لوگوں کو اپیل کرتا ہے ..... میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین جیسا کہ آج کل یورپ میں قبول کیا
جا رہا ہے یقینا کل بھی قبول کیا جائے گا۔ قرون وسطیٰ کے پادریوں
نے جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمد (صلی اللہ علیہ و
سلم) کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ درحقیقت
بغض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے مذہب سے نفرت
کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
یسوع مسیح کا دشمن تھا .... لیکن میں نے اس عظیم الشان
شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ یسوع
مسیح کے دشمن نہ تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔ میرا ایمان
ہے کہ اگر موجودہ زمانہ کی متمدن دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر بن جاتا تو وہ ہمارے زمانہ کی
مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔
جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت (سلامتی اور امن حاصل ہو جاتے)
اب لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصولوں کو سمجھنے لگے ہیں
اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو زیادہ تسلیم کرے گا
کیونکہ اسلام کے اصول ان کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔ میری پیشگوئی
کو ان حقائق کے تحت سمجھا جانا چاہیئے۔ موجودہ وقت میں بھی میری
قوم کے اور یورپ کے کئی لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں اور کہا جا
سکتا ہے کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔"

(On [illegible] - by G. Bernardshah)

اس طرح لکھتے ہیں :-

"آپ سے ایک سو سال بعد یا اس سے بھی پہلے انگلستان خاص طور پر

اور مغربی دنیا عام طور پر مشرف با سلام ہو جائے گی اس لئے کہ
اسلام میں ہر قسم کی ترقی کے جذب کرنے کی بے پناہ قوت موجود
ہے انسانی ترقی کی جس قدر بلندیوں تک پہنچ جائے
وہ اسلام کو ہر جگہ اپنے ساتھ موجود پائے گا۔ اسلام نے شخصی
حقوق کی جس قدر محافظت کی ہے دنیا کی کوئی تہذیب کوئی
مذہب اور کوئی قانون اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ دنیا حقیقی
اور عملی اخوت سے خالی ہے لیکن اسلام کا دستر خوان اس نعمت
سے لبریز ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں انگریز ہوں دوسرا کہتا ہے
میں فرانسیسی ہوں۔ تیسرا کہتا ہے میں جرمن ہوں لیکن مسلمان
دنیا کے کسی ملک میں آباد ہو وہ اپنے آپ کو صرف مسلم کہتا
ہے اور ثابت کر دیتا ہے کہ وہ وطنیت کی حدود سے بالاتر
ہے۔ اسلام ہر فرد بشر کو قانونی طور پر آزادی دیتا ہے اور جائیداد
کی ملکیت کا حق تسلیم کرتا ہے۔ سوشلزم کا وہ عظیم الشان
تخیل جسے یورپ نے آج سمجھا ہے اسلام کی عملی زندگی میں
تیرہ سو سال سے مسلم ہے"

کونٹ لیو ٹالسٹائی (روسی فلاسفر) نے لکھا۔

"اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) حقیقت میں بڑے عظیم الشان مصلحین میں سے تھے
آپ نے نسل انسانی کی بہترین خدمت سرانجام دی ہے۔ آپ
ہی کو فخر حاصل ہے کہ ایک ملک کو صداقت کی روشنی
سے منور کر دیا اور تمام عرب کو ان خانہ جنگیوں سے نکال کر
جن میں وہ مبتلا تھے۔ امن و آرام کی زندگی بسر کرنی سکھائی
آپ نے عربوں کو متقی اور با خدا بنا دیا اور ان کو انسانی قربانی

اور ایک دوسرے کو قتل و غارت کی بد رسوم سے جن میں وہ گرفتار تھے نجات بخشی۔ آپ نے دنیا کے لئے ترقی تمدن کے دروازے کھول دئے اور یقیناً اتنا مہتم بالشان کام صرف اس شخص کے اور کوئی نہیں کرسکتا جس کو خدا کی طرف سے غیر معمولی قوتیں عطا ہوئی ہوں۔ اور ایسی شخصیت ہر قسم کی عزت و احترام کی مستحق ہے۔"

(بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ ۳۴، ۳۵)

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک اولوالعزم اور جوشیلے ریفارمر تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو بت پرستی سے روکا اور افعال قبیحہ سے منع کیا اور خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت۔ ہمدردی اور مساوات کے سبق سے ان کے دلوں کو لبریز کردیا۔ غارت گری اور خون ریزی کو ممنوع قرار دیا آپ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے تھے اور آپ میں ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی جو قوت بشری کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔"

(دی لائٹ آف ریجن صفحہ ۲۸)

اسی طرح قرآن کریم کے بارہ میں لکھا ہے۔

"قرآن مسلمانوں کی ایک مذہبی کتاب ہے جس کی نسبت ان کا یہ خیال ہے کہ اسے خدا نے نازل کیا ہے۔ یہ کتاب عالم انسانی کی راہنمائی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے۔ اس میں تہذیب شائستگی۔ تمدن۔ معاشرت اور اصلاح اخلاق کے لئے ہدایت ہے اگر صرف یہ کتاب دنیا کے سامنے ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا تو یہ عالم انسانی کو راہنمائی کے لئے کافی

تھی۔ ان فوائد کے علاوہ جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ جبکہ ہر طرف فساد اور آتش کے شرارے بلند تھے۔ اور خونخواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک جاری تھی اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہ تھا اس وقت اس کتاب نے ان تمام گمراہیوں کا خاتمہ کردیا تو ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔"

(دی لائٹ آف ریلیجن ص۱۴۸)

مسٹر ماس کاسائی نے اپنی مشہور کتاب "ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر نہایت عمدہ اور مفصل روشنی ڈالی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:—

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قلب نہایت صاف اور ان کے خیالات و افکار ہوا و ہوس سے بالکل پاک تھے وہ نہایت سرگرم ریفارمر (مصلح) اور اہل اللہ بزرگ تھے آج بھی ان کی صداقت اظہر من الشمس ہے اس روشن چشم فراخ حوصلہ۔ کریم النفس۔ معاشرت پسند اور درد سے بھرے دل کے مالک بادیہ نشین کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ ان کا شمار ان لوگوں میں تھا جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ جو کہ فطرتاً پاک اور سچے ہوتے ہیں۔"

اسی طرح لکھتے ہیں:—

"تھیوڈیس۔ ہرزتہ۔ میرابو۔ کرن سوئی اور بہت سے ایسے افراد جو دنیا کو فساد اور گمراہی سے بچا کر نجات اور فلاح کے راستہ پر لاتے ہیں۔ بڑے مقتدر گزرے ہیں لیکن

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کے سامنے ان سب
کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی ذات خلوص و صداقت
اور سچے اعتقادات کا خزانہ ہے آپ کا ہر فعل تصنع اور
تکلف سے مبرا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ منشی آپ کو عام
انسانوں کی طرح سمجھتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے کام کی
تکمیل پر بھی آنحضرت کے غرور اور ادراک سے کوسوں دور تھے
آپ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ہی
سے آپ راست باز اور امین تھے بلکہ آپ کی ایک ایک بات
حکمت کے خزانہ کی کنجی تھی۔ اور آپ نے وہ تمام مشکلات
جو کسی کو زندگی میں پیش آ سکتی ہیں سب حل کر دیں۔ آپ
کا طریق معاشرت۔ شرافت۔ اخلاق اور تہذیب سبق آموز
تھا۔ آپ ضرورت کی بات ہی منہ سے نکالتے تھے اور جو
بات فرماتے وہ حکمت اور سچائی پر مبنی ہوتی اور درحقیقت
کلام مبین کی ایسی ہی شان ہوا کرتی ہے۔

اسمتھ لکھتا ہے :—

"مورخین بالاتفاق لکھتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)
نے اپنے جامہ میں خود پیوند لگائے کیا اس سے بلند مثال دنیا
کی تاریخ پیش کر سکتی ہے؟ آپ نے موٹے کپڑے پہن کر اور
نان جویں کھا کر تبلیغ دین اور وعظ و نصیحت میں زندگی
گزار دی۔ آپ کی رات دن یہی کوشش ہوتی کہ لوگ انصاف
اور فضیلت، عشق اور اچھی عادتیں سیکھیں۔ آپ نے ضعیفوں
اور کمزوروں کی طرح کبھی عزت یا حکومت پسند نہ کی۔ کبھی دنیاوی
جاہ اور مرتبہ کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھا ...... یہ آپ

کی روحانی تعلیم کی برکت تھی کہ وحشی اور متعصّب اور جاہل عرب
مہذب اور شائستہ بن گئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر سید
عالم ﷺ اس وقت قیصر روم اپنے تاج و تخت سے
آراستہ ہو کر ان لوگوں پر حکومت کرتا اور ان سے اطاعت
و عدالت اور راستی روی کا مطالبہ کرتا تو آنحضرت کے
مقابلہ میں عشر عشیر بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ آپ کی روحانی
عظمت کا اس سے زیادہ بیّن ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے"
(ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ)

اسی طرح قرآن مجید کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔
"قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے جس کی
نسبت مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس کو خدا نے نازل
کیا ہے۔ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش ہوئی
جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مشرق سے مغرب تک اور شمال
سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت اور شرافت اور
تہذیب و تمدن کا نام و نشان مٹ چکا تھا۔ ہر طرف
سے وحشی اور بد امنی نظر آتی تھی اور نفس پرستی کا تاریکیوں
کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن و
سکون اور محبت کے جذبات پیدا کئے۔ بھلائی کی مارکی کافور
ہو گئی۔ اور ظلم و ستم کا بازار سرد پڑ گیا۔ ہزاروں گم کردہ
راہ صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ بے شمار وحشی لوگ
شائستہ انسان بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ
دی۔ اس نے جاہلوں کو عالم اور ظالموں کو رحم دل اور عیش
پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ یہی وہ کتاب ہے جو آج جاہلیت

کروڑ اب ستر کروڑ (ناقل) شخصوں پر حکومت کرتی ہے اور وہ اس کی تعظیم کے لئے وقف ہیں۔"

(دی گاہا پولر ریلیجن آف ورلڈ صفحہ ۱۱۵)

مسٹر ایڈورڈ گبن مشہور مؤرخ لکھتا ہے:-

"ہر انصاف پسند شخص اس حقیقت کا اقرار کرنے کے لئے مجبور ہے کہ قرآن ایک بے نظیر قانونِ ہدایت ہے اس کی تعلیمات فطرت انسانی کے مطابق ہے اور وہ اپنے اثر کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز پوزیشن رکھتا ہے۔ اس نے وحشی عربوں کی زبردست اصلاح کی۔ ہمدردی اور محبت کے جذبات سے ان کے دلوں کو معمور کیا اور قتل اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ یہ اس کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔" (ہسٹری آف دی ورلڈ صفحہ ۴۵۸)

اسی طرح لکھتے ہیں:-

"ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم اور تبلیغ اور ہدایت خالص سچائی اور خیرخواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری شان و شوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے گھر کے ادنیٰ ادنیٰ کام کاج خود کرتے تھے۔ آگ سلگاتے جھاڑو دیتے۔ اپنا جوتا گانٹھتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ جو کی روٹیاں کھاتے۔ مگر مہمانوں کو اچھے سے اچھا کھانا کھلاتے۔ آپ ہر اعتبار سے مقدس بزرگ تھے۔"

(ہسٹری آف دی ورلڈ" (صفحہ ۴۰۲)

پروفیسر ریورنڈ باسورتھ سمتھ عیسائی مؤرخ لکھتا ہے:-

"علمِ تاریخ میں یہ ایک بے مثال بات ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ہی وقت میں تین چیزوں کی بنیاد

بنیاد ڈالی ہے۔ (۱) قوم کی (۲) سلطنت کی (۳) اور مذہب کی۔
ایک شخص جو نہ لکھ سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے اس نے دنیا کو ایسی
کتاب دی جو ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے قانون بھی ہے اور
کتاب الدعا بھی ہے اور تین کروڑ کی مقدس کتاب بھی ہے۔
اور آج تمام نسل انسانی کا چھٹا حصہ اس کی طرز تحریر، سچائی
اور مقبولیت کو ایک زندہ معجزہ سمجھتا ہے۔ پیغمبر اسلام نے
اسے ایک معجزے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اسے قائم اور دائم معجزہ
قرار دیا اور یہ واقعی ایک معجزہ ہے۔" (محمد اینڈ محمد ازم صہ ۱۴)
پھر اسی مؤرخ نے مشہور مؤرخ مسٹر لین پول کا قول نقل کیا ہے کہ:—
"اسیران بدر سے آپ کا حسن سلوک، مدنی دشمنوں سے حلم اور
بردباری اور بے زبان جانوروں سے ہمدردی اور سب سے
بڑھ کر یہ کہ مکہ میں آپ کا پرامن طور پر داخلہ اور اپنے خونی
دشمنوں کو معافی۔ جنہوں نے کہ اٹھارہ سال برابر آپ سے ظلم
اور بے عزتی کا سلوک کیا تھا اور آخر پر کھلم کھلا جنگ و جدال
تک نوبت پہنچائی تھی۔ ایسے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ پیغمبر
اسلام کی فطرت بے رحمی کے اثرات سے پاک تھی۔"
(محمد اینڈ محمد ازم صہ ۵)
جب کفار نے سرداری۔ دولت۔ خوبصورت عورت کی لالچ دی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ٹھکرا دیا اس پر باسورتھ سمتھ لکھتے ہیں:
"یہ جواب اور چال چلن ایک جھوٹے مدعی رسالت کا
نہیں ہو سکتا۔"
پروفیسر صاحب مذکور نے قرآن مجید کے معجزہ ہونے کے بارے میں لکھا:—
"قرآن مجید جو ایک غیر تعلیم یافتہ امی کی کتاب ہے۔ وہ ایک

ہی وقت میں منظوم بھی ہے قوانین کا مجموعہ بھی ہے۔ دعاؤں
کی بھی کتاب ہے اور بائبل بھی ہے اور آج کے دن تک تمام
نسل انسانی کے بڑے حصہ لوگوں کی نظر میں عزت و احترام کی نظر
سے دیکھی جاتی ہے اور معجزہ خیال کی جاتی ہے جیسا کہ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے اپنا ایک دائمی معجزہ قرار دیا
تھا and a Miracle indeed اور کیوں
نہ ہو جبکہ وہ واقعی ایک معجزہ ہے۔" (بحوالہ [illegible])
مشہور امریکی فلسفی پروفیسر ڈاکٹر ہسٹن سمتھ اپنی کتاب میں چیدہ چیدہ
مذاہب کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کے بارہ میں رقمطراز ہیں:۔
"دنیا کے مذاہب الہامیہ میں سے ایک اسلام ہی طاقتور ترین
ہے۔ پھر یہ افکار، خیالات اور افعال و اعمال کو منظم کرنے میں
اپنے پیروؤں کی اتنی تفصیل کے ساتھ رہنمائی کرتا ہے کہ موجودہ
دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ مزید براں اسلام خود اپنے آپ
کو مضبوط بنا نہیں رہا بلکہ یہ دنیا میں پھیل رہا ہے اور بڑی
تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سنہ [illegible] کے قریب گوئٹے نے ایک
نظم لکھی تھی جس میں اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک
ندی سے تشبیہ دی تھی جو آگے ہی آگے بڑھتی رہی ہو
اور ساتھ ہی پھیلتی بھی جا رہی ہو۔ اس نے لکھا تھا کہ اسی طرح
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پیروؤں کے ساتھ بڑھتے چلے
جا رہے ہیں تاکہ انہیں ازلی باپ (یعنی خدا تعالیٰ) کے حضور
باریاب کریں۔ آج اسلام نہ صرف افریقہ اور جنوب مشرقی ایشیا
میں پھیل رہا ہے بلکہ کسی حد تک چین، انگلستان، اور ریاست
ہائے متحدہ امریکہ میں بھی لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش بنا رہا ہے

بعض کا تو یہ خیال ہے کہ یہ دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پھیلنے والا مذہب ہے ابھی ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ پاکستان کے نام سے سات کروڑ آبادی ____________ کی ایک نئی مسلم مملکت معرض وجود میں آئی ہے بعض علاقوں میں جہاں مشنری سرگرمیوں کے اعتبار سے اسلام اور عیسائیت کے درمیان مقابلہ ہو رہا ہے اسلام کو ایک مقابلہ میں دس کی نسبت سے کامیابی ہو رہی ہے" (دی ریلیجس کف مینی" ص۳۴)

مسٹر دی جارجن چائلڈ (V. Gordon Childe) آف لندن نے اپنی کتاب تاریخی واقعات (What happened in History) میں لکھا :-

"اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں نرالا ہے وہ ایک تاریخ بھی ہے وہ ایک زبردست تحریک بھی۔ وہ سیاست بھی ہے اور اجتماعیت بھی ہے وہ نفسیات کی پہلی کتاب ہے اور روحانیت کی آخری کتاب بھی۔ وہ دین و دنیا کا ایسا مرکب ہے جو درحقیقت دنیا کے تمام مذاہب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔"

قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ماننی پڑے گی کہ اس کا مصنف خواہ کوئی بھی ہو اپنے زمانہ کا ہی نہیں بلکہ بہت سے زمانوں کا ایک زبردست معلم ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کا مصنف ایک برانی اور عقلی دماغ کا انسان ہے وہ اپنے ہر مضمون میں اس بات کی بڑی احتیاط کرتا ہے کہ کوئی دعویٰ بلا دلیل نہ ہو وہ بار بار عقل کے اعتماد پر زور دیتا ہے عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوان ٹھہراتا ہے اور عقل ہی کو حقائق کی کسوٹی ٹھہراتا ہے وہ وہم پرستی سے دور اور خرافات

کے خیالات سے علیحدہ ہے اس کا انداز فکر اس حکیم سے ملتا ہے
جو صرف کائنات پر غور کرتا ہے قرآن کی یہ خوبی پہلے انسان کو
حیرت میں ڈالتی ہے پھر اسے اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر اسے
اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے .... قرآن اگر عقل کی آزادی
کا قائل نہ ہوتا تو مسلمان بھی علوم کی سرپرستی قبول نہ کرتے
اور اسپین کی راہ سے سائنس کی شمع یورپ میں کبھی روشن نہ
ہوتی .... قرآن نے بت پرستی کی تردید کی اور اس کی
مذمت کر کے آرٹ کی آدھی عمارت مسمار کر دی کیونکہ آرٹ
کا بڑا حصہ قدیم زمانہ کے بتوں اور تصویروں کی شرمناک یادگار
ہے .... قرآن کو دوسری مذہبی کتب پر یہ فوقیت
حاصل ہے کہ اس میں سیاست اور اصول حکمرانی پر سیر حاصل بحث
ہے قرآن نے سیاست میں ذرا بھی کمزوری نہیں دکھائی سیاست
کے ہر جزو میں دبدبہ اور تاثیر ہے جو اس کا فطرتاً تقاضا
ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن نے اخلاق، خوف
خدا اور تصور آخرت سے سیاست کو بیگانہ نہیں رکھا اور
یہی وہ چیز ہے جس سے موجودہ زمانہ کی سیاست محروم ہے اور
اسی محرومی نے دو بڑی جنگوں کا تماشا دکھایا۔ میں تو یہاں تک
کہتا ہوں کہ یورپ کی وضع کی تدابیر اور سیاسی رکا داد بین
الاقوامی پارلیمنٹ اور حکومت کی دوسری تمام تدابیر ناکام اور
بے سود رہیں گی اگر اس کی بنیاد میں خدا کا تصور اور اخلاقی
قدروں کو جگہ نہ دی گئی۔ جہاں عالمی امن کے لئے بہت سے
نسخے آزمائے گئے ہیں وہاں مذہب کا یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ
لینا چاہیئے۔ اگر اس کے لئے کوئی تیار ہو تو میں مشورہ دوں گا

کہ وہ اس سلسلہ میں قرآن کریم کو ہرگز نظرانداز نہ کرے کیونکہ الہیات کی رہنمائی اس کتاب سے بہتر اور کوئی کتاب انجام نہیں دے سکتی۔"
("ڈہاٹ ہیپنڈ اِن ہسٹری")

سر ڈبلیو دغلیر میڈ یو فرانسیسی لکھتا ہے :-
"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) خندہ رو۔ ملنسار۔ اکثر خاموش رہنے والے۔ بکثرت ذکر الٰہی کرنے والے۔ لغویات سے دور۔ بیہودہ پن سے نفور۔ بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔ انصاف کے معاملہ میں قریب و بعید آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک برابر ہوتا تھا۔ مساکین سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی مفلس کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں کی تالیف قلوب فرماتے۔ جاہلوں کی حرکات پر صبر فرمایا کرتے۔ کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔ صحابہ سے کمال محبت فرمایا کرتے۔ سعید زمین پر بلا کسی مسند و فرش کے نشست فرماتے۔ اپنے جوتے کو خود گانٹھ لیتے اپنے لباس کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔" (تاریخ العرب صلا اَ ریڈ ڈبلیو میڈیو)

ڈاکٹر موریسن (فرانسیسی مترجم قرآن) لکھتا ہے:-
قرآن کیا ہے؟ قرآن کی اگر کوئی ایسی تعریف ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتب پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے

جو کہ میں تیار کی تھیں ان میں یہ بہترین کتاب ہے اور اس
کے نتیجے انسان کی جزو ملات کے متعلق فلسفہ یونان کے نظریوں
سے کہیں بڑھ کر ہیں ۔ تمام کتب سماویہ میں سے جو حضرت داؤد
(علیہ السلام) کے زمانہ سے جناب تالموس کے عہد تک نازل
ہوئیں کسی ایک نے اس کی ایک ادنیٰ سورۃ کا بھی مقابلہ نہیں
کیا اس کے نسخے سے نئے عجائبات روز بروز نکلتے ہیں اور
اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے ہیں مسلمان ادیب جب
بھی انھیں پڑھتے ہیں تو سجدہ شکر بجا لاتے ہیں اور قیامت
تک اسے سرمایۂ ناز سمجھتے ہیں ۔ کوئی چیز عیسائی یورپ
کو اس گمراہی کی خندق سے جس میں وہ گرے ہوئے ہیں نہیں
نکال سکتی سوائے اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غارِ حرا
سے بلند ہوئی ۔ اس آواز نے دنیا کو ایسا سیدھا اور صاف
مذہب سکھایا جس میں نہ لاعقول ناقابلِ تحقیق " ڈاگما " ہیں
نہ پاک پانی ہے نہ تبرک نہ مورت نہ تعریز نہ سنیٹ ۔ "
(رسالہ لا ہوتل فرانسس لوبان)

مشہور مستشرق سر ولیم میور نے لکھا ۔
" محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس طائف کے سفر میں ایک
نہایت اعلیٰ جوانمرد حالت پائی جاتی ہے ۔ ایک یکہ و تنہا شخص
جس کو اس کی قوم کے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا تھا اور جسے نہایت
حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑھا
جس طرح یونس نینوا کو گئے تھے اور اس نے ایک بت پرست
شہر کو آگاہ کیا کہ توبہ کریں اور اس کی رسالت کی تائید کریں
اس سے ایک نہایت قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہے کہ اس کو

اپنے کام کے منجانب اللہ ہونے کا کس شدت کے ساتھ یقین تھا۔"
(لائف آف محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی طرح قرآن مجید کے بارہ میں کہا:۔
"جو قرآن ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔"

پھر لکھا:۔ "ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر محرف تصنیف ہے۔"

پھر لکھا:۔ "اس کے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہ ہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔"

پھر لکھا:۔ "ہم وان ہیمر کے مندرجہ ذیل فیصلہ کے بالکل مطابق نہ سہی کم از کم اس کے خیال کے بہت موافق فیصلہ تک پہنچتے ہیں اور وان ہیمر کا فیصلہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو قرآن موجود ہے اس کے متعلق ہم اس یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بنایا ہوا غیر محرف کلام ہے جس یقین سے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ خدا کا غیر مبدل کلام ہے۔" (لائف آف محمد ص۲۸)

مسٹر نولڈکے نے کہا:۔
"ممکن ہے کہ تحریر کی کوئی معمولی غلطیاں (طرز تحریر کی) ہوں تو ہوں لیکن جو قرآن عثمان رضی اللہ عنہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کا مضمون وہی ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیش کیا تھا گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔ یورپین علما کی یہ کوشش کہ وہ ثابت

روں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، زیر لفظ قرآن)

ڈاکٹر گوکل چند پی ایچ ڈی بیرسٹر لاہور نے لکھا:-

"غیر تربیت یافتہ اہل عرب میں جب رسول عربی کی تعلیم نے نئی روح پھونک دی تو وہ ساری دنیا کے استاد بن گئے اور علم و فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال اور دوسری طرف ہسپانیہ میں لہرانے لگا۔"

(آریہ مسافر، جالندھر، دسمبر ۱۹۱۲ء)

مسٹر جے ڈبلیو ایچ سٹابرٹ ایم اے نے اپنی کتاب "اسلام اور اس کے بانی" صفحہ ۲۳۱ میں لکھا:-

"جس شخص کے دل میں اپنے کام مفوضہ کی راستی اور اپنی دعویٰ کے نیک ہونے کی بابت زندہ ایمان موجود نہ ہو وہ سالہا سال کی بدقسمتی اور مصیبت کے زمانہ میں جو فتح و شکست کی حالت میں اور کثرت اقتدار اور موت ضعف میں بھی برابر موجود ہو ایسی مستحکم اور معقول دوستی قائم نہیں رکھ سکتا جیسی کہ نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قائم رکھی۔"

مشہور سیاسی لیڈر گاندھی جی نے کہا:-

"میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر بنی نہیں بلکہ اس کے خلفاء اولین کی قوت برداشت ان کی قربانی اور زندگی پر منحصر ہے۔" (پیسہ اخبار، ۲۴ فروری سنہ ۱۹۲۴ء)

آریہ مسافر (آریوں کا ارگن) لکھتا ہے:-

"وہ شخص جس نے قریش کو ایمان کا جام شہادت پلایا ایک

معجزہ تھا ...... اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی ایک معجزہ نہ ہوتی تو کون ہم کو ولید (خالدبن ولید) کی بے نظیر خدمات سے مستفید کرتا ...... حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جوش ایمان کا دریا موجزن کیا اور عرب کی جنگلی آبادی کو ایک واحد خدا کا پرستار بنا دیا۔"
(آریہ مسافر صفحہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

جناب ایڈیٹر صاحب "ست اپدیش" لاہور نے جولائی ۱۹۱۵ء میں لکھا:-

"لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا مگر ہم ان کی اس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظلم سے واپس لے لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ رہتا لیکن نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن رات ترقی پر ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بانی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر روحانی شکتی (طاقت) تھی۔ منش ماتر (بنی نوع انسان) کے لئے پریم (محبت) تھا اس کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا تھا نیک خیالات اس کی رہنمائی کرتے تھے۔" (ست اپدیش لاہور۔ جلد ۳ نمبر ۷۔ جولائی ۱۹۱۵ء)

"نوائے ہندوستان دہلی (سکھوں کا ترجمان) لکھتا ہے:-

"ابتدا میں آنحضرت صلعم کے مخالفین نے جب آپ کا جینا اجیرن بنا دیا تو آپ نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ اپنا وطن چھوڑ کر کہیں چلے جاؤ۔ یعنی اپنے کسی ہم وطن بھائی پر ہاتھ اٹھانے کی بجائے حضور نے اپنا پیارا وطن چھوڑنا منظور کیا لیکن آخرکار جب ان پر ظلم اور جبر کی حد کر دی گئی تو مجبوراً آپ نے اپنی اور اسلام کی حفاظت میں تلوار اٹھائی ...... یہ پرچار

کہ دین کی اشاعت کے لئے جبر کرنا جائز ہے۔ ان احمق لوگوں کا
عقیدہ ہے جنہیں نہ دین کی سمجھ ہے نہ دنیا کی۔ وہ حقیقی سچائی
سے دور ہونے کی وجہ سے اس غلط عقیدہ پر فخر کرتے ہیں"
(نوائے ہندوستان دہلی ۱۷ نومبر ۱۹۴۷ء)

پروفیسر رام دیو صاحب نے کہا ہے

”عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے خیال تھا کہ یہ قوم کبھی اٹھ
نہیں سکتی۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ حضرت
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قوم میں جان ڈال دی۔ آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور
ایک خدا کو مانو۔ شروع میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے صرف تمیں معاون اور مددگار تھے۔ ان کی جاتی (قوم)
قریش ان کی سخت مخالف تھی۔ یہاں تک کہ آخر کار انہیں مکہ
سے بھاگ کر مدینہ جانا پڑا۔ لیکن مدینہ میں پہنچتے ہوئے محمد صاحب
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں جادو کی سی پھونکی وہ بجلی جو
انسانوں کو دیوتا (فرشتے) بنا دیتی ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ
علیہ وسلم) نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی بلکہ عام
لوگوں میں۔ اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے
یہ امر واقع ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی
گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا
کر دکھائے۔ ..... محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرب
میں کسی قسم کا وشواس (یقین) بھر دیا تھا اس کی ایک مثال یہ ہے
ایک غلام کو جو مسلمان ہو چکا تھا اس کا آقا دھوپ میں بٹھا کر اور

اس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑے گا یا نہیں ؟ لیکن غلام صاف انکار کرتا ہے"
(اخبار پرکاش۔ بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول)

مسٹر رتنسی نایڈو۔ مشہور ہندوستانی لیڈر لکھتے ہیں :—

"میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد الہامی کتب پر نہیں تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ اس ملکر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے قلب پر موجود ہیں اور جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاکیزہ اور شاندار کوششوں کا نتیجہ ہے لیکن جس قدر اعلیٰ کامیابی اور خوبی کے ساتھ یہ کام آپ نے کیا۔ ہمارے زمانہ میں نہیں مگر آج سے پورے تیرہ سو سال پیشتر۔ اس کا دلی اعتراف کئے بغیر میں نہیں رہ سکتی ۔ ...... اس پاک انسان نے اپنے آپ کو معبودیت اور پرستش کا محل قرار نہیں دیا۔ اس کو انسانوں کی طاقت اور کمزوریوں کا پورا علم تھا وہ ہمدردی نوع انسان۔ انسانوں کے اندر رہتا تھا۔ ان کے ساتھ بولتا۔ انھیں کے ساتھ چلتا پھرتا اور کام کرتا تھا۔ وہ خود بھی انسان تھا اور انسانیت کی حدود سے بالاتر حیثیت کے رکھنے کا دعویٰ اس نے کبھی نہیں کیا۔ اپنے رات دن کے عملی نمونوں سے اس مقدس انسان نے یہ شاندار سبق اپنے پیرؤں کو سکھایا کہ زبان سے وہ جو کچھ کہتا ہے اور جس بات کی تلقین کرتا ہے اس پر خود بھی عمل پیرا ہونا ضروری اور اس کے حیطۂ امکان کے اندر ہے۔ وہ خدا بن کر دنیا میں نہیں آیا بلکہ انسان ہو کر اور انسان ہی کی طرح آیا ہے"
(بحوالہ "برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول")

سردار جوند سنگھ نے کہا:-

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ کو مغلوب کر کے خانہ کعبہ کے بتوں کو صاف کیا۔ اس وقت اگر آپ چاہتے تو اپنی تمام تکلیفوں کا بدلہ ان قریشیوں سے تلوار سے لیتے۔ جنہوں نے مکہ کی جلتی اور مدینہ تک آرام نہ لینے دیا تھا مگر آنحضرت کی شخصیت یہ کب گوارا کرتی تھی۔ انہوں نے تو عفو اور رحم کا سبق سیکھا تھا جو دشمن بھی سامنے آیا اسے فوراً معاف کیا۔ عکرمہ۔ سندہ۔ بھبار وغیرہ سب کو معافی دی۔ اس کے بعد مکہ کے لوگ خوشی سے اسلام میں داخل ہونے لگے .... آپ کے خصائل و عادات کی تصویر آپ کی رازدار بی بی صدیقہ نے کھینچی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپ کا خلق قرآن تھا یعنی جو جو خوبیاں قرآن میں بیان کی گئی ہیں وہ عملی طور پر آپ کی روزمرہ کی زندگی میں موجود تھیں آپ نے دنیا سے شرک کو دور کر کے توحید کی تعلیم دی۔ عورتوں کو آزادی بخشی اور ان کے حقوق مردوں کے برابر کئے۔ شراب خوری۔ جوا۔ دیگر بدکاریاں اور جہالت کا قلع قمع کر کے وحدت کے نور سے دنیا کو منور کیا۔ غریبوں مسکینوں کی مدد کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ آپ نے تعلیم نسواں پر بہت زور دیا۔ دشمنوں پر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکھی اور ان کو معاف کیا جنگ میں کبھی ابتدا نہیں کی۔ غرضیکہ دنیا میں آنحضرت رسول عربی کی پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں۔"

(دنیا کا ہادی اعظم "مردوں کی نظر میں" صفحہ ۹)

رائے بہادر لالہ پارس داس آنریری مجسٹریٹ دہلی نے کہا:-

"حضرت پیغمبر اسلام کی مقدس زندگی کے جس قدر حالات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ تمام تر روح کو مسرور اور دل کو فریفتہ کرنے

کرنے والے ہیں .... آپ نہایت ہمدرد۔ شفیق۔ مہربان۔ خداترس اور
رحمدل تھے۔ آپ ادنیٰ باتوں میں بھی کسی کی دل آزاری اور دل شکنی گوارا
نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے خادم جو تمام عمر آپ کی خدمت میں حاضر
رہے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی بات آپ کو ناگوار معلوم ہوتی
تو آپ نے مجھ سے کبھی نہیں فرمایا کہ یہ بات تو نے کیوں کی۔ اگر خود [illegible]
کے متعلقین میں سے کسی نے ملامت کی تو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو
تقدیر میں یوں ہی تھا۔ اگر کوئی شخص آپ کو کسی کام سے روک لیتا تو
اسی وقت تک توقف فرماتے جب تک وہ خود نہ چلا جاتے
..... آپ کی عادت تھی کہ نماز فجر سے فارغ ہو کر اپنے ہر رفیق کا
حال پوچھتے اور ہر ایک کے ساتھ مناسب سلوک فرماتے تھے۔
آپ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو چھوٹوں پر
رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے۔ آپ ہر وقت اپنی نگاہیں
نیچی رکھتے تھے۔ کسی کا عیب دیکھتے یا معلوم کرنے کی کوشش نہ فرماتے
..... آپ کا ارشاد ہے۔ جس کے دل میں نرمی نہیں ہے اس
کے دل میں نیکی نہیں ہے .... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور
ہاتھ سے دوسرے کو رنج نہ پہنچے .... دنیا کی ہر زبان میں
مختلف اقوام کے مشاہیر نے آپ کی سوانح عمریاں لکھی ہیں اور
آپ کے حالات زندگی پر بحث کی ہے ان غیر جانبدار اشخاص
کی بے لوث تحریروں سے آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت
ملتا ہے۔ چنانچہ مسٹر آرنلڈ یورپ کے عالی دماغ مورخ نے
اپنی کتاب "ہسٹری آف اسلام" میں لکھا ہے کہ محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے۔ ان کی سادگی ان کی
پرہیزگاری کا تمام محققین کو اعتراف ہے۔ وہ نہایت رحمدل

پیغمبر تھے۔ فرانس کا مشہور ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ آپ ایسے نفس
پسند ور تھے۔ آپ کی سادگی اور آپ کا رنگ قابل تعریف ہے آپ
انتہا درجہ کے رحمدل اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والے پیغمبر تھے۔ مسٹر
اسٹینلی لین پول یورپ کا نامور محقق اپنی کتاب "سپیچز آف محمد"
میں لکھتا ہے کہ "آپ نہایت بااخلاق اور رحمدل ریفارمر تھے
آپ کی بے ریا خدا پرستی اور عظیم فیاضی مستحق تعریف ہے بیشک
آپ ایک مقدس پیغمبر تھے۔ مسٹر ٹامس کارلائل اپنی کتاب
"ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" میں رقمطراز ہے صاف و شفاف
پاکیزہ روح رکھنے والا محمد (ص) دنیوی ہوا و ہوس سے بالکل
بے لوث تھا۔ اس کے خیالات نہایت متبرک اور اس کے اخلاق
نہایت اعلیٰ تھے۔ مشہور مؤرخ مسٹر گبن کا ریمارک ہے کہ ہر انصاف
پسند شخص یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمد کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی
پر مبنی تھی۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک پاکباز اور مقدس
بزرگ تھے۔ کاؤنٹ ٹالسٹائی روسی محقق اپنی تصنیف "رین
آف اسلام" میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ ایک اولوالعزم اور مقدس
ریفارمر تھے وہ دنیا میں مصلح اعظم بن کر آئے۔ بلاشک وہ سچے
پیغمبر نہایت متواضع۔ خلیق اور صاحب بصیرت تھے ....
آپ کی تعلیمات سے لوگوں میں مساوات کا جو جذبہ پیدا ہوا اس کا
اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ بیت المقدس فتح ہو جانے کے
بعد جب خلیفہ اسلام حضرت عمرؓ وہاں جانے لگے تو ایک غلام
کو ہمراہ لے لیا یہ آقا اور غلام باری باری سے اونٹ پر سوار ہو کر
راستہ طے کرتے تھے۔ جب بیت المقدس قریب آیا تو غلام
کی باری تھی۔ ہر چند اس نے انکار کیا لیکن آپ نے اونٹ پر سوار

گر کے مہار بدستور اپنے ہاتھ میں لی۔ ہزارہا اشخاص بیت المقدس
میں خلیفۂ اسلام کے منتظر تھے۔ انہوں نے خبر نشدہ ہو کر پوچھا کہ بادشاہ
کہاں ہے؟ تو ان کو بتایا گیا کہ یہ بادشاہ ہے جو اونٹ کی مہار
پکڑے پیدل ہے۔ اور پیوند لگا ہوا لباس پہنے ہوئے ہے۔ جب مسلمانوں
نے اسکندریہ فتح کیا۔ تو وہاں حضرت عیسیٰؑ کی تصویر نصب تھی۔
ایک مسلمان سپاہی کے تیر سے اس تصویر کی آنکھ خراب ہو گئی۔ عیسائیوں
نے مسلمانوں کے سپہ سالار سے اس بات کی شکایت کی اور کہا اس نقصان
کا ہم یہ معاوضہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے پیغمبر کی تصویر ہم کو دو تاکہ ہم
بھی اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ سپہ سالار نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر
کی کوئی تصویر نہیں ہے البتہ ہم لوگ موجود ہیں تم جس کی آنکھ
چاہو پھوڑ ڈالو۔ اس بات پر ایک عیسائی رضامند ہو گیا۔ سپہ سالار
نے اپنا خنجر اس کے ہاتھ میں دیا اور اپنی آنکھیں اس کے سامنے کر دیں
جب اس نے دیکھا کہ خود مسلمانوں کا سپہ سالار اپنی آنکھ پھڑوانے
کو تیار ہے تو خنجر ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ ایسی بے تعصب
اور حق پرست قوم سے انتقام لینا ذلالت ہے۔ کیسی بدنصیبی
ہے کہ دنیا اس آفتاب اخلاق کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھائے۔
(دنیا کا ہادیٔ اعظم ﷺ غیروں کی نظر میں ص۸ تا ص۱۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سلام بحضور سیدنا خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

بدرگاہِ ذی شانِ خیر الانام | شفیع الوریٰ مرجع خاص و عام
بصد عجز و منّت بصد احترام | یہ کرتا ہے عرض آپکا اِک غلام
کہ اے شاہِ کونینِ عالی مقام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَامْ

حسینانِ عالم ہوئے شرمگیں | جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاقِ اکمل تریں | کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلقِ اکمل زہے حُسنِ تام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَامْ

خلائق کے دِل تھے یقیں سے تہی | بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دُنیا پہ وہ چھا رہی | کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
کیا شرک کا کام تم نے تمام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَامْ

محبت سے گھائل کیا آپ نے　　دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے　　شریعت کو کامل کیا آپ نے

بیاں کر دیئے سب حلال اور حرام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَامْ

نبوّت کے تھے جس قدر بھی کمال　　وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال　　ہر اِک رنگ ہے بس عدیم المثال

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَامْ

وفا اور حیا اور مطہّر مذاق　　شجاعت سخاوت مروّت میں طاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق　　کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

محمّد ہی نام اور محمّد ہی کام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَامْ

عَلَمدارِ عُشّاقِ ذاتِ یگاں　　سپہدارِ افواجِ قُدوسیاں
معارف کا اِک قلزمِ بیکراں　　افاضات میں زندۂ جاوداں

پلا ساقیا وصلِ دِلبر کا جام
عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْكَ السَّلَامْ

25

امیر الدین

سیمنٹ ڈیلرز ٹھارٹن روڈ

لاہور